Regd E.P. No 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر
صلاح الدین ملک ایم۔اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر [illegible] روپے

تواریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸ - فی پرچہ ۲ ر

جلد ۳ | ۱۴ تبوک ۱۳۳۳ ہش | ۱۵ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ | ۱۴ ستمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۵

مسلمان اور بابا نانک صاحب رح

از مکرم گیانی واحد حسین صاحب ربوہ ضلع جھنگ

(۱)

توحید ہی ایک ایسی چیز ہے جس نے مسلمانوں کو حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ بنا دیا اور اس پوتر رشتہ نے ہی جناب بابا محترم کو مسلمانوں کے ساتھ پریم اور محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔ سکھ تواریخ کے سنہری اوراق میرے اس دعوے کی تصدیق پر مہر ثبت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرا یہ مضمون تمام تر سکھ صاحبان کے اقوال اور حوالجات پر مبنی ہے۔

یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ انسان اپنے ماحول سے ضرور متاثر ہوتا ہے باوجود اس کے کہ بابا نانک صاحب ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ انہیں ایسے حالات میسر آئے جن کی وجہ سے بچپن سے ہی آپ کچھ ایسے ماحول میں سے گذرنا پڑا جس کا بیشتر حصہ اسلام یا مسلمانوں سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ آپکے خاندان کے مراسم اور تعلقات مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ بابا صاحب کے والد محترم جناب کالو رائے یا کالو چند صاحب مسلمان حاکم رائے بولار بھٹی کی ملازمت میں معزز عہدہ پر سرفراز تھے۔ یہی مسلمان رائے بولار ہمیشہ بابا نانک صاحب کے ساتھ محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آنیکے علاوہ آپکی خوشی اور غمی میں شریک ہو کر آپکے سچے خیر خواہ اور مددگار ثابت ہوئے۔

اس کے علاوہ نواب دولت خاں لودھی کا ذکر بھائی گورداس نے یوں کیا ہے:-

" دولت خاں لودھی بھلا ہو آ جند پیر ابناسی "

(وار ۱۱ پوڑی ۱۳)

یعنی دولت خاں لودھی اچھا ہو گذرا ہے وہ زندہ پیر اور غیر فانی تھا۔ جناب بابا نانک صاحب کے بہنوئی جے رام صاحب نواب صاحب کے ملازم تھے بابا صاحب نے بھی نواب صاحب کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور مودی خانہ کے انچارج بنے۔ اپنے نیک نمونہ اور بلند اخلاق کی وجہ سے نواب صاحب آپکے شیدائی بن گئے۔ اس نواب دولت خاں نے بابا نانک صاحب کی شادی کے موقعہ پر ہاتھی بمعہ امباریوں اور گھوڑے سواری کے لئے زیور سونے کے جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے اور اونٹ بمعہ خیموں اور قناتوں کے بوجھ اٹھانے کے لئے دیئے۔ اسکے علاوہ اپنے خزانہ سے بہت سا روپیہ دیا (نانک پرکاش مصنف بھائی سنتوکھ سنگھ ادھیائے ۲۱) مسلمانوں کا بابا نانک صاحب کے ساتھ محبت اور پیار نفعہ اللفظوں یا معمولی واقعات تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے عملی جیون سے اسکا ثبوت پیش کیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بھائی مردانہ ایک مسلمان تھا جو سفر و حضر میں آپکا رفیق بنا اسکی یادگار سکھ قوم کے در و دیوار پر تصویری زبان میں آج تک کندہ ہے جو اس محبت کا ایک محکم نشان ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی بھائی مردانہ تمام عمر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ ایسے نازک وقت میں جبکہ سفر میں کسی قسم کا آرام میسر نہ تھا جبکہ سفر پر خطر ہوتا تھا نہ ریل اور نہ تار۔ خطرہ ہی خطرہ تھا۔ ایسے نازک وقت میں بھائی مردانہ نے اپنے بیوی اور بچوں اور گھر بار کو چھوڑ کر دور دراز کے سفروں میں جناب بابا صاحب کی رفاقت اختیار کی اور سفر میں ہی جان بحق ہوا۔ اس مسلمان بھائی مردانہ کو بابا صاحب نے بھائی کہہ کر عزت افزائی کی۔ اور آج تک اس کی بانی سری گورو گرنتھ صاحب کی زینت بنی ہوئی ہے۔ جس کو سکھ دنگ گورو بانی کا درجہ دیتے ہیں۔ یہی مسلمان بھائی مردانہ ہے جس کی زبان سے بابا نانک صاحب اپنی پوتر بانی راگ میں سنتے اور لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ اس بھائی مردانہ کی اولاد تقسیم ملک تک سکھوں کے مقدس مقامات پر سری گورو گرنتھ صاحب کے توحیدی نغمہ کو سنا سنا کر روحانی کیفیت اور وجدانی حالت پیدا کرتی تھی جس کی صدائے بازگشت آج بھی سکھوں کے کانوں میں گونج رہی ہے

تعلیم و تربیت گیانی گیان سنگھ صاحب کا بیان ہے کہ مسٹر کننگھم نے اسلامی تاریخوں کے حوالجات سے تحریر کیا ہے کہ بابا نانک صاحب کے پڑوس میں سید میر حسن صاحب رہتے تھے جو اس علاقے میں اولیاء کراماتی اور صلح کل اور بے لاگ پیر مانے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سارا دینی اور دنیاوی علم بابا نانک صاحب کو پڑھایا اور راہ حق کے بڑے بڑے بھید بتائے (تواریخ گورو خالصہ ص) نیز اس حوالہ کو بھائی دیر سنگھ صاحب نے اپنی کتاب سری گورو نانک چمتکار میں یوں درج کیا ہے:-

" کہ میر سید حسن ایک فارسی جاننے والا رحیمہ کا ٹوکا پڑوسی تھا جو بے اولاد اور امیر آدمی تھا اس کے دل میں گورو نانک صاحب کی عزت و احترام بہت تھا اس نے آپ کو فارسی پڑھائی (ص ۵۱)

بابا نانک صاحب کا مسلمانوں سے لگاؤ کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ ممالک اسلامی کی سیاحت میں گذارا اور مسلمانوں کے ساتھ میل ملاپ کرنے میں راحت اور خوشی محسوس کی۔ چنانچہ جہاتما ٹی۔ ایل واسوانی لکھتے ہیں:-

" میں سمجھتا ہوں کہ گورو صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا اسلئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ گورو صاحب کو مسلمانوں کے ساتھ ملاپ کرنے میں لطف آتا تھا۔ شیخ فرید دس برس گورو صاحب کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا رستہ بتاتا رہا۔ کئی جگہ کے ہندوؤں نے گورو صاحب کے مسلمانوں کے ساتھ گہرے میل جول کو برا منایا لیکن ایکتا کے اوتار نے اسکی بھی ذرا پرواہ نہ کی (اخبار موجی ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء) " جم

اخبار احمدیہ

ربوہ ۶ ستمبر۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ احباب حضور کی صحت کاملہ اور حسنات دینیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

ایک پرائیویٹ خط سے اطلاع ملی ہے کہ حضور چند دن تک اپنے زخم کے علاج کے تعلق میں لاہور تشریف لائیں گے۔

لاہور ۳ ستمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت کئی روز سے پھر خراب ہے رات بے خوابی کی شکایت رہی۔ بھوک بالکل بند ہے۔ دوپہر سے ضعف کی بہت شکایت رہی شام کے بعد بے چینی زیادہ ہے جس کی وجہ سے چار پانچ دفعہ آکسیجن دینی پڑی۔

۴ ستمبر۔ آج سانس کی تکلیف نہیں ہوئی۔ شام تک ضعف رہا۔ لیکن بوقت رپورٹ (۸ بجے شب) ضعف میں افاقہ ہے احباب آپ کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں ڈاکٹروں کی رائے میں اصلی بیماری ابھی گئی نہیں

سب جج پونچھ کیطرف سے تعریف احمدیت

۱۰ اگست کو مسلمانان پونچھ نے بر بنا تبادلہ جناب موہن کشن صاحب سب جج پونچھ کو الوداعی پارٹی مسجد احمدیہ میں دی۔ جہاں صاحب موصوف معہ دیگر افسران ڈپٹی کمشنر صاحب و سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحب وغیرہ تشریف فرما ہوئے۔ جسب استدعا مسلمانان پونچھ مسٹر محمد صدیق صاحب فانی نے جو کہ حال ہی میں یہاں بحیثیت ناظر تبدیل ہو کر آئے ہیں جناب جج صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کی سابقہ احسن کارکردگی کا بھی ذکر کیا۔ اس شکریہ کے جواب میں جناب جج صاحب نے ایک تقریر فرمائی جس کو ان الفاظ سے شروع کیا کہ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آج مسلمانان پونچھ نے میری جائے کی دعوت مسجد احمدیہ میں کی ہے چونکہ مجھے مذہبی کتب کے مطالعہ سے نہایت دلچسپی رہتی ہے بشاید یہاں تو کوئی احمدی آج ہوگا ہی نہیں:- مگر آپ اگر ناراض نہ ہوں - تو میں ضرور عرض کرونگا کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے کبھی مسلمان بننے کا موقعہ دیا۔ تو میں احمدی مسلمان ہی بنوں گا۔ اس کے بعد صاحب موصوف نے حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح زندگی اور سیرت طیبہ پر سیر کن تقریر فرمائی جس سے مسلمانان پونچھ کو باہمی رواداری اور اخوت کا سبق ملتا تھا۔

خاکسار محمد رمضان مبلغ جماعت احمدیہ پونچھ

ہم اسی طرح آپکا مسلمان بزرگوں اور فقیروں کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان سے ملنے میں راحت۔ پاتا۔ اور سرسہ میں حضرت خواجہ عبد الشکور کے مزار مبارک پر چلہ کشی کرنا جیسا کہ تواریخ گورو خالصہ کے مصنف گیانی گیان سنگھ نے لکھا ہے (ص) اس کے علاوہ ملتان بھائی گورداس ملتان کی زیارت کرنے ربانی ... ... باقی

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

(۱) کلام الٰہی سے کچھ

سیاروں کی حرکت ہی مقدار فعل اور زمانے کے علم کا ذریعہ ہے

هو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورًا وقدّره منازل لتعلموا عدد السنین و الحساب ما خلق اللّٰه ذالك الّا بالحق یفصّل الآیٰت لقوم یعلمون (یونس آیت ۶)۔

ترجمہ: وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی (والا) اور چاند کو نور (ماہ) بنایا ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اُسکی منزلیں بنائی ہیں تاکہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو۔ اس (سلسلہ) کو اللہ تعالیٰ نے حق و (حکمت) کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے۔ وہ ان آیات کو علم والے لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

تشریح (۱) دیکھو ایمان کیسی لطیف بات بیان فرمائی ہے۔ ہر حرکت کا اندازہ کرنیکے لئے اسکے مقابل کی چیزوں کی نسبت ہی معیار ہوا کرتی ہے۔ مثلاً ہم ریل میں ہی سفر کریں اور جس رفتار سے ریل چل رہی ہو اسی رفتار سے تمام اردگرد کی چیزیں بھی حرکت کریں۔ تو ہمیں ذرا بھی محسوس نہ ہوگا کہ ہم نے حرکت کی ہے۔ بلکہ یہاں بیٹھے تھے وہیں اپنے آپ کو سمجھیں گے۔ گویا چلنے کی کیفیت نسبت ہی سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر نسبت موجود نہ ہوگی تو کیفیت بھی معلوم نہ ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتعلموا عدد السنین والحساب کہ ہم نے سورج اور چاند کی منازل اس لئے مقرر کی ہیں تاکہ تم عدد سنین اور حساب کو جان سکو یعنی ان خارجی وجودوں کی حرکت کو دیکھ کر معلوم کر سکو۔ کہ تم پر ایک زمانہ گذر گیا ہے اور تم اس جگہ پر نہیں رہے جہاں پہلے تھے۔ اگر یہ فرق نہ ہوتا یعنی زمین سے باہر کوئی اور کرہ نہ ہوتا جو حرکت کرتا اور کبھی کہیں اور کبھی کہیں نظر آتا۔ تو کبھی بھی ہم میں زمانہ کا احساس پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اگر وہ کرہ خود ایک خاص قانون کے ماتحت حرکت نہ کرتا یا اس کے گرد دوسرے کرہ جات ایک خاص قانون کے ماتحت حرکت نہ کرتے تو وہ کے احساس کو خاص اندازوں میں تقسیم کرنا ناممکن ہو جاتا۔

پس تمام تاریخ اور حساب کا معاملہ سورج اور چاند سے تعلق رکھتا ہے ایک کی اپنی گردش سے اور دوسرے سیاروں کی گردش سے چاند زمین کے گرد گھومتا ہے اور اس سے مہینوں اور ہفتوں کا اندازہ ہوتا ہے اور سورج کے گرد زمین گھومتی ہے اس سے دنوں اور سالوں کا اندازہ ہوتا ہے حساب کا تعلق بھی سیاروں کی گردش سے نہایت گہرا ہے۔ (تفسیر کبیر)

---

(۲) جواہر پارے

خدا کا سلوک بندہ سے ۔ شکر گذار بندہ ۔ اعمال انسانی

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ ایک بالشت میری طرف قریب ہوتا ہے، تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پچھلی رات تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ میں نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے ذمہ تو کوئی گناہ نہیں۔ آپ کیوں اتنی تکلیف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں (بخاری)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں قبر تک جاتی ہیں۔ اس کا مال۔ اس کے رشتہ دار۔ اور اس کے اعمال۔ پھر مال اور رشتہ دار تو واپس آ جاتے ہیں مگر اعمال ساتھ جاتے ہیں۔ (بخاری)

---

(۳) اقوالِ ذہبی۔

روحانی جماعتوں پر ابتلاء کی وجہ

"ابتلاء جو اوائل حال میں انبیاء اور اولیاء پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلت کی صورت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے ان کو دکھاتا ہے یہ ابتلاء اسلئے نازل نہیں ہوتا کہ ان کو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحۂ عالم سے ان کا نام و نشان مٹا دیوے کیونکہ یہ تو ہرگز ممکن ہی نہیں کہ خداوند عز و جل اپنے پیار کرنیوالوں سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے سچے اور وفادار عاشقوں کو ذلت کیساتھ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت میں وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کیطرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اسلئے نازل ہوتا ہے کہ تا اس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینار تک پہنچا دے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے انکو سکھلادے۔ یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے ساتھ استعمال کرتا چلا آیا ہے زبور میں حضرت داؤد کی ابتلائی حالت میں عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہیں اور انجیل میں بھی آزمائش کے وقت میں حضرت مسیح کی غربیانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہیں۔ اور قرآن شریف اور احادیث نبویہ بھی جناب فخر الرسل کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قدرت کی تصریح کر رہی ہیں۔"

(ہیز الاشتہار ۱۸۹۱ء) (مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۱ء بار اول) (مرتبہ محمد حنیف یعقوب پوری)

حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے اپیل

ربوہ ۳ ستمبر۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں مشرقی بنگال کے ہولناک سیلاب کا ذکر تفصیل سے فرمایا۔ آپ نے تمام اہالیان ملک سے اپیل کی کہ وہ سیلاب زدہ اشخاص کی مدد کے لئے فوری طور پر فیاضانہ عطیے دیں۔ آپ نے فرمایا اپنے ملک سے محبت ایمان کا ایک حصہ ہے۔ آپ نے تمام جماعت ہائے احمدیہ کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے بنگالی مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے جسقدر جلد ممکن ہو سکے پوری جد و جہد کے ساتھ چندہ جمع کریں اور اسے مرکز میں بھیج دیں۔ حضور نے مرکزی صدر انجمن احمدیہ کو بھی ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی طرف سے بہ فراخدلی سے اور جلد از جلد مصیبت زدگان کے لئے چندہ دیں۔

اخبار احمدیہ قادیان

۲ ستمبر۔ بٹالہ میں پاکستان کی کبڈی کی ٹیم آمدہ از لاہور سے ہندوستانی ٹیم کا مقابلہ تھا۔ جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اردگرد کے علاقہ سے آئے۔ قادیان سے بھی ایک سو کے قریب احمدی زیر امارت ملک صلاح الدین صاحب گئے۔ ملک صاحب نے پاکستانی ٹیم کو بتایا کہ کس طرح اور کن مقاصد عالیہ کے تحت جماعت احمدیہ کے افراد قادیان میں مقیم ہیں اور ہندوستان میں جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا۔ نیز تلقین کی کہ پاکستان میں غیر مسلموں سے بہت ہی برادرانہ سلوک کریں، اور اپنے اقارب و رفقاء میں اسبارہ میں خاص طور پر جذبہ پیدا کریں۔ اور خواہ کچھ ہو کبھی ایسے حالات نہ پیدا ہونے دیں کہ ان کا سلوک غیر مسلموں سے وحشیانہ اور غیر اسلامی بن جائے اور ماضی کے حالات کو ہر دو ممالک بھلائیں گے۔ تبھی امن پیدا ہوگا۔

دو ججوں میں سے ایک مولوی برکت علی صاحب گجراتی (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ) اور نمبر لکھنے والے دو افراد میں سے ایک ملک صاحب مقرر ہوئے۔ سکون و اطمینان سے کھیل اختتام پذیر ہوئی۔ شری لکھراج صاحب گاندھی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بٹالہ کا انتظام قابل تعریف تھا۔ ہندوستانی ٹیم کے تئیس نمبروں کے مقابل سنتالیس نمبر حاصل کر کے پاکستانی ٹیم کامیاب رہی۔

۷ ستمبر۔ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں مکرم رشید احمد صاحب امریکن نے اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز حالات سنائے جو انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں چھپ جائیں گے۔

۱۰ ستمبر۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قائمقام امیر مقامی جو ۸ ستمبر کو جنڈیالہ تشریف لے گئے تھے واپس تشریف لے آئے۔

زائرین (۱) ۶ ستمبر گنج مغلپورہ سے نذیر احمد صاحب مع ایک غیر احمدی دوست تاجوین صاحب (۲) ۷ ستمبر ربوہ سے رشید احمد صاحب امریکن متعلم جامعۃ المبشرین۔ (۳) ۸ ستمبر منٹگمری پنجاب سے سعید احمد حمید احمد و مجید احمد صاحبان پسران بھائی شبیر محمد صاحب تاجر قادیان) مغلپورہ سے مرزا محمود احمد صاحب محمد جعفر صاحب اور محمد شریف صاحب اور محمود احمد صاحب بریلوی مع قمر دین صاحب بریلوی (ہر دو مع اہل و عیال کل آٹھ کس) (۴) ۱۰ ستمبر منٹگمری سے ملک برکت اللہ خان صاحب (برادر ملک صلاح الدین صاحب) زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے۔

(۱) ۸ ستمبر نذیر احمد صاحب و تاج الدین صاحب۔ (۲) ۱۰ ستمبر محمود احمد صاحب بریلوی و قمر الدین صاحب بریلوی مع اہل و عیال (۳) ۱۲ ستمبر مولوی برکات احمد صاحب راجیکی و ملک برکت اللہ خاں صاحب واپس تشریف لے گئے۔

تصحیح گذشتہ پرچہ میں زائرین میں سعید احمد صاحب پسر ٹھیکیدار بشیر احمد کی جگہ نیر احمد صاحب کا نام غلطی سے شائع ہو گیا ہے۔ احباب تصحیح فرمائیں۔

دعائے نعم البدل ۷ ستمبر مستری ہدایت اللہ صاحب کی نومولودہ بچی اور چوہدری عبد القدیر صاحب کارکن نظارت امور عامہ کا بچہ جو کل ہی پیدا ہوا تھا دونوں فوت ہو گئے۔ احباب ہر دو کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا کر کے صاحب اولاد بنائے۔

دعائے مغفرت مکرم منشی محمد خالد صاحب صدر جماعت احمدیہ جھانسی (یو پی) وفات پا گئے ہیں۔ آپ ایک صالح بزرگ تھے۔ احباب مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواستہائے دعا قادیان میں بابا جلال الدین صاحب اور بابا علا محمد صاحب شدید بیمار ہیں۔ ایک غیر احمدی دوست غلام محمد جواد صاحب بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ مکرمی مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری وکیل اور گردہ سے داخل ہسپتال ہیں۔ پتھری کا اندیشہ ہے۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

حقیقی بڑائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں ہی ہوتی ہے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء بمقام ناصر آباد (سندھ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کل پرسوں ہی مجھے

ایک خط

کسی احمدی کا ملا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پندرہ سال میں فتح نصیب ہو گئی تھی۔ اور صحابہؓ کے اخلاق ایسے تھے ایسے تھے۔ لیکن جماعت کو وہ فتح نصیب نہیں ہوئی۔ اور ان کے اخلاق بھی ایسے اچھے نہیں۔ ناظر عیش کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تنے بنائے ہوئے گھر نہایت تنگی سے گذارہ کرتے تھے۔ اصل میں تو یہ

ایک بیمار دل کی آواز

ہے۔ معترض ایسا شخص ہے جو کسی زمانہ میں یہ بھی دعوے کرتا رہا ہے کہ ہم بزرگ ہو نیا اتنے بڑے ہیں۔ کہ نبیوں کی بھی کیا طاقت ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ آ سکیں۔ اس پر میں نے اسے جماعت سے خارج کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے توبہ کی۔ اور اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کیا۔ اور میں نے پھر اس کو جماعت میں شامل کر لیا۔ مگر کچھ مدت گذرنے کے بعد اس نے پھر مجھ سے خط و کتابت شروع کر دی۔ کہ مجھے تو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ میں کیا کروں گویا لیڈری کی حرص اس میں پھر عود کرنی شروع ہوئی۔ پس جہاں تک اس کی حقیقت کا سوال ہے میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ مگر میں نے اور لوگوں سے بھی ایسے اعتراضات سنے ہیں۔ سو

پہلی چیز تو یہی ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیشک چودہ پندرہ سال میں فتح نصیب ہو گئی۔ لیکن ہمیشہ مشابہ چیزوں سے نتائج نکالے جاتے ہیں۔ غیر مشابہ چیزوں سے کوئی نتائج نہیں نکالے جاتے۔ مثلاً کوئی کہے کہ انگور کے درخت کی تو ہزار سال عمر ہوتی ہے۔ اور گندم جو ساری دنیا کو اتنا فائدہ پہنچاتی اور لوگوں کا پیٹ بھرتی ہے۔ وہ پانچ مہینے میں ختم ہو جاتی ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ گندم اور انگور کی آپس میں مشابہت کیا ہے دونوں کا آپس میں کوئی جوڑ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شرعی نبی تھے اور شرعی نبی دنیا میں چند ہی گذرے ہیں۔ ان کے حالات اور

غیر شرعی نبیوں کے حالات

میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ شرعی نبی ایک ایسی شریعت لاتا ہے۔ جو دنیا کے لئے بالکل نئی ہوتی ہے۔ وہ نئی قسم کی عبادت بتاتا ہے۔ نئی قسم کا ذکر بتاتا ہے۔ نئی قسم کے اخلاق بتاتا ہے۔ نئی قسم کے اعمال بتلاتا ہے۔ جن کو لوگ شروع میں سمجھ بھی نہیں سکتے۔ کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ مثلاً آج تم میں سے جاہل سے جاہل آدمی بھی جسے دین کی معمولی سی واقفیت ہو۔ نماز کے موٹے موٹے مسائل بتا دے گا۔ روزے کے موٹے موٹے مسائل بتا دے گا۔ لیکن حدیثوں کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں نظر آتا ہے۔ کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی سوال کر رہے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ! فلاں مسئلہ کس طرح ہے۔ فلاں مسئلہ کس طرح ہے اب کیا سمجھا جائے گا کہ تم ابو بکرؓ اور عمرؓ سے بھی بڑے ہو۔ ہر جاہل سے جاہل اور کودن سے کودن انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ

اس کی وجہ یہ ہے

کہ وہ لوگ نئے نئے مسائل سیکھ رہے تھے۔ اور تم وہ ہو۔ جو اپنے باپ دادا سے ان مسائل پر عمل کرتے چلے آ رہے ہو۔ تم نے دیکھا کہ تمہارا باپ اور دادا اور تمہارے دوسرے رشتہ دار اس اس طرح نماز پڑھا کرتے ہیں۔ سو تم بھی اسی طرح نماز پڑھنے لگ گئے۔ آج ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے نماز میں باتیں نہیں کرنی۔ ادھر اُدھر نہیں دیکھنا مگر حدیثوں سے ثابت ہے کہ بعض دفعہ صحابہؓ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے کہ اوپر سے ایک شخص آتا۔ اور کہتا السلام علیکم اور وہ نماز میں ہی جواب دے دیتے۔ کہ وعلیکم السلام یا کوئی سجدہ میں دعا کر رہا ہے تو ساتھ والا مشورہ دے رہا ہے کہ یہ دعا بھی ساتھ شامل کر لو۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اس وقت مسائل نازل ہو رہے تھے۔ اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساتھ ساتھ ہدایت دیتے چلے جاتے تھے جب کوئی نماز میں ہی سلام کا جواب دے دیتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیتے۔ کہ نماز میں جواب نہیں دینا چاہیئے۔ اور وہ رک جاتا۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو نماز میں مشورہ دینا شروع کر لیا۔ اور خیال کیا۔ کہ یہ تو منع نہیں ہوگا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرما دیا۔ ان کی مثال ایک چھوٹے بچے کی سی تھی۔ اور

تمہاری مثال

ایک بڑے آدمی کی سی ہے۔ گو وہ درجہ میں تم سے لاکھوں گنے بڑے تھے۔ ایک چھوٹا بچہ نماز پڑھتا ہے۔ تو ساتھ ساتھ پوچھتا بھی جاتا ہے۔ کہ اب میں نے کیا کرنا ہے۔ سجدہ میں جاتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اماں اب کیا کرنا ہے پھر سجدہ سے اُٹھتا ہے۔ تو پوچھتا ہے۔ اماں اب کیا کرنا ہے۔ اور اماں اسے بتاتی جاتی ہے۔ اس طرح ان کو مسائل کا پتہ ہی نہیں تھا۔ اور وہ پوچھنے پر مجبور رہتے۔ پھر بعض دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ابھی

آدھا حکم

نازل ہوتا تھا۔ اور آدھا نازل ہونے والا ہوتا تھا۔ اس لئے جوں جوں احکام کا نزول ہوتا جاتا۔ آپ بتانے جاتے۔ بہرحال مقابلہ کے لئے

دو چیزوں میں مشابہت

کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ شرعی نبیوں کے احکام چونکہ نئے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو سیکھنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ شریعت والے نبی کو اس کے زمانہ میں ہی حکومت دے دیتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ حکومت سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر حکومت نہیں ہوگی تو لوگوں کو زکوٰۃ کے مسئلہ کا صحیح طور پر علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احکام کو عمل سے تشریح ہوتی ہے۔ ایک ناواقف انگریز کو اگر کوئی نماز کا رسالہ دے دیتا ہے۔ تو وہ محض اس رسالہ کو دیکھ کر نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ لیکن تم پڑھ لو گے۔ اس لئے کہ تم نے اپنے باپ دادا کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ جانتا ہے۔ کہ اگر شرعی نبی کے زمانہ میں ہی

دینی احکام کی وضاحت

نہ ہوئی تو پچھلے لوگوں کے لئے مصیبت آ جائے گی۔ اس لئے وہ شرعی نبیوں کو ان کے زمانہ میں ہی حکومت دے دیتا ہے۔ تاکہ وہ ان احکام پر عمل کر کے لوگوں کے لئے

ایک نمونہ

قائم کر سکیں۔ غیر شرعی نبیوں کے لئے نہ نماز کی مشکل ہے۔ نہ روزہ کی مشکل ہے نہ حج کی مشکل ہے۔ نہ زکوٰۃ کی مشکل ہے ان کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگوں سے کہتے ہیں۔ کہ تم نماز چھوڑ بیٹھے ہو۔ نماز پڑھو۔ روزہ چھوڑ بیٹھے ہو۔ روزہ رکھو۔ حج چھوڑ بیٹھے ہو حج کرو۔ زکوٰۃ چھوڑ بیٹھے ہو، زکوٰۃ دو۔ یہ نہیں کہ لوگ ان سے پوچھیں نماز کیا ہے۔ اور روزہ کیا ہے اور حج کیا ہے۔ اور زکوٰۃ کیا ہے۔ صرف عمل کی تلقین کرتے ہیں یا ان کی صحیح حکمتیں بتاتے ہیں۔ مگر حج کو بغیر حکومت کے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ مقدمات کی قضا بغیر حکومت کے قیام کے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے

شریعت والے نبیوں کو

ان کے زمانہ میں ہی حکومت دی جاتی ہے۔ لیکن غیر شرعی نبیوں کو حکومت کا دیا جانا ضروری نہیں۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحبؑ کا نام مسیحؑ رکھا گیا۔ اور مسیحؑ کی جماعت کو تین سو سال بعد حکومت ملی تھی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ بے شک ملک تو نہیں ملا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر مصر سے نکلنے کے بعد ان کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ پس جن نبیوں کے پاس شریعت ہوتی ہے۔ ان کے احکام اور ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کے احکام اور ہوتے ہیں۔ یہ صرف دل کی چاٹ ہوتی ہے۔ کہ ہمیں بھی حکومت مل جائے۔ اور ہم بھی لیڈر بن جائیں۔ خدا کی حکومت سے ایسے لوگوں کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔ دین سے ایسے لوگوں کو کوئی محبت نہیں ہوتی۔ صرف اتنی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کہیں ہم بھی وزیر ہو جائیں۔ گویا لالچ اور حرص ان سوالات کے پس پردہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ حالانکہ

ہر شخص سمجھ سکتا ہے

کہ دین کے ساتھ حکومت کا کیا تعلق ہے خدا سے تعلق ہو جائے۔ تو حکومتیں اس کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کیا کوئی حکومت تھی۔ مگر خدا کہتا ہے کہ

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

اب ایک شخص بادشاہ ہے اور ایک ایسا ہے کہ بادشاہ اس کے سامنے جھکتا ہے۔ تو دونوں میں سے بڑا کون ہوا۔ پس بغیر بادشاہت کے بھی بڑائی ہو سکتی ہے۔ مگر اسی وقت جب لالچ اور حرص کو چھوڑ دیا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے

کہ یہی کام ہر مومن کا ہے۔ کہ وہ دوسرے کو نیک بنائے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اعتراض کرے وہ یہ بتائے کہ اس نے کتنوں کو نیک بنایا

کی کوشش کی ہے۔ یا تو وہ یہ کہے کہ احمدی نیک نہیں ہوسکتے۔ اور اگر یہی بات ہے۔ تو پھر وہ خود احمدیت کو کیوں چھوڑ نہیں دیتا۔ وہ آپ اس گند میں کیوں آگیا ہے۔ اور اگر احمدی نیک بن سکتے ہیں۔ تو وہ ان کو کیوں نہیں بناتا۔ پس یہ اعتراض بھی عقل کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب قومیں بنتی ہیں۔ تو ان کے

افراد کی اصلاح کے لئے

ایک لمبی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال اس کارخانہ کے مالک کی سی نہیں۔ جس کے کارخانہ میں بڑی بڑی مشینیں لگی ہوتی ہیں۔ اس میں لوہا بھی ہوتا ہے۔ پیتل بھی ہوتا ہے۔ کاریگر بھی ہوتے ہیں۔ اور کارخانہ اعلیٰ قسم کی لالٹینیں بناتا چلا جاتا ہے۔ آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے سپرد ٹوٹی ہوئی لالٹینوں کی مرمت کی جاتی ہے۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مرمت پر کتنا وقت لگتا ہے۔ یہیں دیکھو ہمارے ٹریکٹر پر چھ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ مگر وہ کھڑا ہے۔ جب پوچھو تو کہتے ہیں۔ کہ فلاں جگہ سے لیک کر رہا ہے فلاں جگہ سے پیٹرول ٹپکتا ہے۔ لیکن سنئے ٹریکٹر ایک ایک دن میں دس دس پندرہ پندرہ بیس بیس بھی کارخانے والے نکال دیتے ہیں۔ لیکن ایک ایک ٹریکٹر کی مرمت کرنے میں چھ چھ مہینے لگ جاتے ہیں۔ تو

بگڑی ہوئی چیز کو درست کرنا

بڑا مشکل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹوٹی ہوئی لالٹینیں دی گئی ہیں۔ کہ ان کو درست کرو۔ ہم ٹانکا لگاتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ اب لالٹین دوسری طرف سے ٹپک رہی ہے۔ پھر اس جگہ ٹانکا لگاتے ہیں۔ تو ایک تیسرا نقص نکل آتا ہے۔ پس ہماری مثال کارخانے والوں سے نہیں ملتی۔ انہوں نے نیا مال لینا ہے اور نکالتے چلے جانا ہے۔ اور ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس کو کہاں کہاں ٹانکا لگتا ہے۔ بعض دفعہ ٹانکا نہیں لگتا تو سارا تلا بدلنا پڑتا ہے یا باڈی بدلنی پڑتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مرمت کے بعد جو چیز بنے گی۔ وہ اس قیمت کی نہیں ہوگی۔ جس قیمت کی کارخانہ میں بنی ہوئی نئی چیز ہوتی ہے۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ وہ جیسی بھی بنے گی۔ مشکل سے بنے گی۔ کیونکہ اس کے اندر مخفی خرابیاں موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مثال دیا کرتے تھے

کہ خالی تختی پر لکھنا کتنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن خراب تختی جس پر جا بجا لکھا ہوا ہو اس پر کچھ اور لکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس پر لکھنے کے لئے پہلے اسے دھوئے گا۔ پھر گاچنی لگائے گا۔ پھر خشک کرے گا۔ اور پھر لکھے گا۔ لیکن خالی تختی پر بڑی آسانی سے خوشخط لکھا جا سکتا ہے۔ غرض ہمارے زمانہ میں لوگ

مذہب سے اتنے دور

ہو چکے ہیں۔ اور ان کے دلوں پر اتنی غلطی باتیں لکھی جا چکی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق کٹ چکا ہے۔ اور دین سے ان کو اتنا بُعد ہو چکا ہے۔ کہ جس طرح ریتی سے رگڑا جاتا ہے اسی طرح ہم بھی ان کو رگڑتے ہیں۔ مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بعد میں ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جہاں سے رگڑنا چاہیئے تھا۔ وہاں سے تو ہم نے رگڑا ہی نہیں۔ کسی اور جگہ سے رگڑتے رہے ہیں۔ پھر وہ ہیں بھی انسان۔ اور انسان انکار بھی کر بیٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں تو نہیں مانتا۔ پس اگر کسی کو جماعت کے افراد میں

کوئی نقص نظر آتا ہے

تو اس کا فرض ہے کہ اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اعتراض کرنا محض حماقت ہے کیونکہ اس میں جیسے زید کی ذمہ داری ہے۔ ویسی ہی عمر اور خالد کی بھی ذمہ داری ہے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ تھے۔ جو بھوپال میں رہا کرتے تھے۔ اور میں کبھی کبھی ان سے ملنے کے لئے چلا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کام زیادہ ہوا تو میں کئی دن تک ان سے ملنے کے لئے نہیں گیا۔ بہت دنوں کے بعد جب میں گیا۔ تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ نورالدین۔ تم اتنے دن ہوگئے تم آئے نہیں۔ میں نے کہا۔ کام زیادہ تھا۔ پڑھائی کی طرف زیادہ توجہ رہی اس لئے نہیں آسکا۔ کہنے لگے۔ کبھی تم قصاب کی دکان پر گئے ہو۔ میں نے کہا۔ کئی دفعہ۔ کہنے لگے۔ تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ وہ گوشت کاٹتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھریاں آپس میں رگڑ لیتا ہے۔ تمہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ گوشت کاٹتے کاٹتے چھریوں کو چکنائی لگ کر ان کا منہ کند ہو جاتا ہے۔ جب وہ چھریاں آپس میں رگڑتا ہے۔ تو چکنائی دور ہو جاتی ہے۔ اور چھریاں پھر تیز ہو جاتی ہیں۔ یہ مثال دے کر کہنے لگے۔ جس طرح قصاب کی چھریوں کو کاٹتے وقت چکنائی لگ جاتی ہے۔ اور ان کا منہ کند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان دنیا کے دھندوں میں مشغول ہوتا ہے تو اس کی روح کچھ نہ کچھ کند ہو جاتی ہے۔ اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کسی

نیک آدمی کی صحبت

میں بیٹھے تا کہ اس کی روح میں پھر تازگی پیدا ہو جائے اور صیقل الاتش کا اثر جاتا رہے۔ پس تمہیں جلد جلد ملتے رہنا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں کے ملنے سے کچھ تم پر اثر ہوتا ہے۔ اور کچھ ہم پر اثر ہوتا ہے۔ اور چونکہ ہم دونوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پائی جاتی ہے۔ اس لئے جب ہم ملتے ہیں۔ تو ہمارا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ پس ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ دوسرے کی اصلاح کرے بشرطیکہ اس کے اندر نیک نیتی پائی جاتی ہو۔ یہ نہ ہو جیسے میں نے ایک شخص کی مثال دی تھی۔ کہ کہتا پھرے مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ فلاں مر جائے گا۔ فلاں کو ترقی مل جائے گی۔ یہ محض خود غرضی ہوتی ہے۔ اور ایسا انسان صرف اپنی بڑائی کا خواہشمند ہوتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ

عبد اللہ تیماپوری

قادیان آیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدی ہوا تھا۔ مگر بعد میں خود مدعی بن بیٹھا۔ اور اس نے روز مجھے رقعے لکھنے شروع کر دیئے کہ مجھے مان لو۔ میں مصلح موعود ہوں۔ تھا کھاتا پیتا آدمی کچھ سودی لین دین بھی کرتا تھا۔ اور اس کے مرید بعض اچھے اچھے عہدوں پر تھے۔ اور پھر صدقہ و خیرات کرتے رہنا اور غرباء کو کھلانا بھی اس کی عادت میں داخل تھا۔ میرے پاس جب بار بار اس کے رقعے پہنچے۔ تو میں نے ایک دفعہ اس کو بلوایا اور کہا آپ کے رقعے تو روز آتے ہیں۔ مگر مجھے فیصلے کا کوئی ذریعہ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ کہتے ہیں مجھے مان لو

مگر سوال یہ ہے

کہ میں آپ کو کیوں مان لوں۔ کہنے لگا آپ نے مولوی صاحبؓ کو مانا ہوا ہے یا نہیں پھر مجھے ماننے میں کیا عذر ہے۔ میں نے کہا حضرت مولوی صاحبؓ کو ہم نے خلیفہ مانا ہے۔ اور ہر مامور کے بعد اس کا کوئی نہ کوئی قائم مقام ہوتا ہے۔ اور یہ ایک طبعی اور عقلی بات ہے کہ کوئی شخص ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔ جو جماعت کو سنبھالے۔ ورنہ کام سب تباہ ہو جاتا ہے۔ اس غرض کے لئے ہم نے مولوی صاحبؓ کی اتباع کی ہے۔ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ ہم نے آدمی کے انتخاب میں غلطی کی ہے مگر

تم یہ نہیں کہہ سکتے

کہ ہم نے ایک شخص کو خلیفہ ماننے میں غلطی کی ہے۔ کیونکہ مامور کے بعد اس کا کوئی نہ کوئی خلیفہ ضرور ہونا چاہیئے۔ مگر آپ تو کہتے ہیں میں مامور ہوں۔ پس سوال یہ ہے کہ ہم آپ کو کیوں مانیں۔ کہنے لگا مجھے خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ میں نے کہا۔ اس طرح تو جس کے جی میں آئے گا کہہ دے گا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ پھر میں کیا ہر ایک کو مانتا پھروں گا۔ کہنے لگا نہیں۔ مجھے سچا الہام ہوتا ہے۔ میں نے کہا میں نے تو آج تک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ جو یہ کہتا ہو مجھے جھوٹا الہام ہوتا ہے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ مجھے سچا الہام ہوتا ہے۔ کہنے لگا آپ نے مرزا صاحب کو مانا ہے یا نہیں۔ اگر الہام کی وجہ سے نہیں تو کس وجہ سے آپ نے ان کو مانا ہے۔ میں نے کہا ہم نے مرزا صاحبؑ کو اس لئے مانا ہے کہ

قرآن کریم کے مطالعہ سے

ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو مامور بنا کر بھیجتا ہے تو اس کے آنے سے پہلے ہی اس کی صداقت کے گواہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ گواہ اس کی صداقت کا ثبوت ہوتے ہیں۔ ورنہ خالی دعوے اس کی صداقت کا ثبوت نہیں ہوتا پھر میں نے کہا۔ آپ مرزا صاحب کے زمانہ میں آئے تھے۔ مگر مرزا صاحب آپ کو مان لیتے تو یہ سب جھگڑا ختم ہو جاتا۔ کہنے لگا

اصل بات یہ ہے

کہ ان کی فال بڑی نظر ہوتی ہے۔ جب میں آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ تو اس وقت میں نے کالا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے میرا کالا کوٹ دیکھ کر مجھے نہیں مانا۔ کیونکہ کالا رنگ منحوس ہوتا ہے۔ میں نے کہا یہ دلیل آپ کے نزدیک سچی ہوگی مرزا صاحب کے لئے تو جو خدا تعالیٰ نے دلیل پیدا کی تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ابھی آپؑ نے یہ دعوےٰ بھی نہیں کیا تھا۔ کہ اس نے آپ کے ہاتھ سے براہین لکھوا دی۔ جس نے بھی براہین کو دیکھا اس نے سمجھ لیا کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے۔ کیونکہ قرآن کی معرفت بغیر خدا رسیدہ انسان کے اور کسی کو نہیں ہو سکتی۔ جب لوگوں پر ثابت ہو گیا کہ آپ قرآن کی خدمت کرنے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی محبت رکھنے والے

ہیں۔ دین کی اشاعت کرنے والے ہیں۔ تو اس کے بعد جب آپ نے دعویٰ کیا تو لوگوں نے آپ کو مان لیا۔ اور پھر ان کے ایمانوں کی اس رنگ میں زیادتی ہوتی چلی گئی۔ کہ آپ نے پیشگوئیاں کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ کہنے لگا میں نے بھی کئی پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا۔ جب وہ پوری ہوں گی۔ اس وقت مجھے رقعہ لکھنا۔ ابھی سے میرا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ پھر وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو سنایا۔ کہ اس اس طرح عبداللہ تیماپوری سے باتیں ہوئی ہیں۔ فال والی بات سنکر آپ بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ میری طرف سے اسے کہنا کہ عبداللہ تیماپوری کا رنگ کالا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے تیرا کالا کوٹ دیکھ کر نہیں مانا تو تیرا کالا رنگ دیکھ کر

کس طرح مان لیں۔ تو اس رنگ کی بھی بعض طبیعتیں ہوتی ہیں۔ اصل میں وہ دنیا میں بڑھنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ انہیں اور کوئی سامان میسر نہیں ہوتے اس لئے وہ الہام کے دعوے کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ ہر دعوے کا کوئی ثبوت بھی ہونا چاہیئے۔ اور سچائی کی کوئی علامت بھی ہونی چاہیئے۔ وہ علامتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں۔ اور ان کے مطابق سچائی کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں

اسلام ایک مصیبت میں پھنسا ہوا ہے

اور کفر کا دنیا پر غلبہ ہے۔ اب جو شخص قرآن اور اسلام کی خدمت کر کے دکھاوے گا۔ ہم مان لیں گے کہ وہی ہے کہ جس کی زمانہ کو ضرورت تھی۔

حضرت مرزا صاحب نے یہی کہا کہ ع
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اسلام ایک بیمار کی طرح تھا تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے علاج کے بغیر رہنے دیتا۔ یہی غیر احمدیوں سے کہتے ہیں۔ کہ جو مسیح نے کام کرنا تھا۔ جب وہ سب کچھ مرزا صاحب کر رہے ہیں تو تمہیں ان کے ماننے میں عذر کیا ہے۔ مسیح نے عیسائیت کا زور توڑنا تھا۔ وہ زور مرزا صاحب نے توڑ دیا۔ مسیح نے غلط خیالات اور

غلط عقائد کی اصلاح

کرنی تھی۔ وہ آپ نے کر دی۔ اسی طرح قرآن کی آپ نے خدمت کی۔ اسلام کی آپ نے اشاعت کی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو آپ نے پھیلایا۔ پھر اور کونسا کام ہے۔ جو مسیح آ کر کرے گا اور جب ایک شخص نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس نے اصلاح کا کام کر دیا ہے تو انکار کے کوئی معنے نہیں۔ لیکن بگلی مار لی۔ چارپائی کے نیچے گھس گئے اور دوسرے کے کان میں کہہ دیا کہ مان تو مجھے الہام ہوتا ہے۔ اور ہم نے ذکر الہٰی کے بہانے سے مجھ کو گانا شروع کر دیا۔ تو نہ ایسے ایمان کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ایسے الہام کی کوئی حیثیت ہے۔ جو آتا ہے تو وہ دھڑلے سے کہتا ہے۔ کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ اگر دین کو اس کام کی ضرورت نہیں۔ تو تم ثابت کرو۔ کہ دین اس کے بغیر بھی زندہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر میرے علاوہ کسی اور نے بھی ایسا کام کیا ہے اس کو سامنے لاؤ۔ یا اگر کسی کو کار کنی کا دعوے ہے۔ تو وہ ایسا ہی کام کر کے دکھا دے۔ اور ایک نیک جماعت پیدا کر دے۔ دنیا اسے خود مان لے گی۔ لیکن یہ کتنی بڑی

منافقت ہے

کہ ادھر ایک شخص مرزا صاحب کو مانتا ہے اور دوم ادھر کہتا ہے کہ آپ کا کام ناقص تھا۔ اگر ان کا کام ناقص تھا۔ تو پھر کسی اور کی ضرورت ہے۔ اور یا پھر تم خود اس کام کو پورا کر کے دکھا دو

دنیا خود فیصلہ کر لیگی

کہ تم سے وہ کام پورا ہو گیا ہے یا نہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ

گورنمنٹ کالج لاہور کا ایک طالب علم مگرمچھ کے پیٹ سے زندہ باہر نکل آیا

احباب ذیل کے واقعہ کو پڑھیں جو پرتاپ جالندھر اور سفینہ نیز الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۴ اگست میں شائع ہوا ہے۔ اس سے ان لوگوں کے اعتراض کا رد ہوتا ہے جو حضرت یونسؑ کے واقعہ پر کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کے بیان کی تغلیط کرنا چاہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے کہ اگر حضرت یونسؑ کو واقعی کسی بڑی مچھلی نے نگل لیا ہو تب بھی ان کا زندہ باہر نکل آنا عقلاً محال نہیں (ایڈیٹر)

لاہور۔ ۲۰ اگست گورنمنٹ کالج لاہور کا ایک سیکنڈ ایر اسٹوڈنٹ مسٹر عبد الحفیظ لاٹ دریائے راوی میں تقریباً دو گھنٹے رہ کر زندہ باہر نکل آیا۔ مسٹر لاٹ ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے پیٹ کے اندر ہی سے مگرمچھ کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور دریائے راوی پر کامران بارہ دری سے چند میل جنوب کی طرف عبد الحفیظ لاٹ کا پیچھا کرنے اور لاٹ کی لاش کی تلاش کرنے والے دوستوں اور لوگوں نے مگرمچھ کو کھیتوں میں مردہ اور لاٹ کو نیم بیہوشی کی حالت میں پا لیا۔ چنانچہ تھوڑی سی طبی امداد کے بعد مسٹر لاٹ کو ہوش آ گیا۔ اس ہولناک مگر بہادرانہ واقعہ کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

مسٹر عبد الحفیظ لاٹ اپنے دوستوں کے ہمراہ دریائے راوی کی بارہ دری پر پکنک کے لئے گیا۔ بارہ دری پر دریا کے کنارے کھڑے ہو کر مسٹر لاٹ دریا کی موجوں کی روانی سے محظوظ ہو رہے تھے۔ کہ دریا میں چند گز کے فاصلے پر ایک کشتی میں سوار چند لڑکیوں نے مگرمچھ، مگرمچھ کا شور مچا دیا۔ خوفزدہ ہو کر ایک لڑکی نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ جسے دیکھ کر مگرمچھ لڑکی کی طرف لپکا۔ مسٹر لاٹ نے لڑکی کو بچانے کے لئے سوٹ اتارے بغیر دریا میں چھلانگ لگا دی اور مگرمچھ کا مکوں سے مقابلہ کرتے ہوئے لڑکی کو بچانے کی کوشش کی۔ مگر مگرمچھ نے لڑکی کی بجائے مسٹر لاٹ پر حملہ کر دیا اور نتیجہ کے طور پر مگرمچھ مسٹر لاٹ کو نگل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور غوطہ لگا کر دریا میں گم ہو گیا۔ قرب و جوار میں چلنے والی کشتیوں نے لڑکی کو بچا لینے کے بعد مسٹر لاٹ کی تلاش شروع کی۔ مسٹر لاٹ کے ہمراہی دوست اور دیگر لوگ پانی کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ ایک دو گھوڑوں پر اور چند ایک نے سائیکلوں کی مدد سے کنارے کنارے چند میل لاٹ کی زندہ یا مردہ تلاش کی اور بالآخر چند میل پر مسٹر لاٹ کو نیم بے ہوش اور مگرمچھ کو مردہ حالت میں پا لیا گیا۔ مسٹر عبد الحفیظ لاٹ نے بتایا کہ مگرمچھ کے نگل لینے اور میرے اس کے پیٹ میں پہونچ جانے کے باوجود میرے اوسان خطا نہ ہوئے اور میں خود کو گوشت کی ایک نرم نرم جگہ میں محسوس کرنے لگا۔ جہاں مجھے سانس کی بھی زیادہ تکلیف نہ ہوئی۔ اب میرے لئے اس کے پیٹ سے باہر نکلنا تھا۔ جس کے لئے کوئی تدبیر سوجھائی نہ دیتی تھی۔ آخر مجھے محسوس ہوا کہ مگرمچھ پانی کی بجائے خشکی پر ہے۔ خشکی پر مگرمچھ اپنے جسم کو سکیڑنے اور تنگ کرنے لگا۔ جس سے میری ہڈی پسلی ٹوٹنے کے قریب ہو گئی۔ کہ مجھے اچانک اپنے جیب میں چاقو کی موجودگی کا خیال آیا۔ اور میں نے فوراً چاقو نکال کر اندر سے مگرمچھ کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ مگرمچھ چیخنے لگا۔ اور میں نے اس کے پیٹ کو چیر کر رکھ دیا۔ جس سے مگرمچھ ہلاک ہو گیا۔ اور میں باہر نکل کر دتی گھبراہٹ اور تھکاوٹ سے بے ہوش ہو گیا۔

اکتوبر میں آپکی قیمت اخبار ختم ہے

مہربانی فرما کر قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں۔ وی پی کا انتظار نہ کیا کریں۔ وی پی کے ذریعہ خرچہ بھی زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ اور رقم بھی دفتر میں دیر سے ملتی ہے۔ اس میں آپکا نقصان ہے۔ منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھجوانے میں آپکو فائدہ ہے ۳۰ اکتوبر تک کا انتظار کرنے کے بعد جن کی طرف سے اطلاع موصول نہ ہوئی ان کے نام کی اخبار کی روانگی بند کر دی جائے گی۔ (مینیجر بدر)

نمبر	نام	تاریخ
۱۱۲	مکرم اظہار الحق صاحب	۲۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء
۱۱۸۶	مکرم شیخ تاج محمد صاحب	۱۴ " "
۱۴۸۴	مکرم مظہر احمد صاحب پال	۲۱ " "
۱۵۵۸	مکرم المختار لمیٹڈ	۱۴ " "
۱۶۵۲	مکرمہ نور جہاں بیگم صاحبہ	۲۸ " "
۱۸۱	مکرم نور الدین صاحب	۱۴ " "
۱۷۸۲	" ایم کے محمد صاحب	۱۴ " "
۱۷۸۳	" ایچ فاروق احمد صاحب	۲۸ " "
۱۷۸۴	" کے او سید علی صاحب	۲۸ " "
۱۸۷۱	" محمد شفیع صاحب	۲۸ " "
۱۸۷۶	" ڈاکٹر نثار احمد صاحب	۷ اکتوبر "
۱۸۷۹	" حکیم محمد دین صاحب	۱۴ " "

مسلمان اور بابا نانک صاحب بقیہ صفحہ (۱)

جالندھر وار اپوطی) حضرت فرید ثانی اور دیگر مسلمان صوفی فقیروں کے ساتھ روحانی مجالس منعقد کر کے توحید الہٰی کی مناجات گانا باہمی محبت و پیار کے مدح پر ور واقعات اس کا عملی ثبوت ہیں۔ اسجگہ بوجہ اختصار صرف حضرت فرید ثانی کی ملاقات کا نمونہ پیش کرتا ہوں جس سے ناظرین پر واضح طور پر ظاہر ہو جائے گا کہ جناب بابا نانک صاحب مسلمانوں کے ساتھ کس قدر پیار و محبت کرتے تھے۔ چنانچہ جنم ساکھی بالا کا بیان ہے کہ شیخ فرید صاحب اور بابا نانک صاحب نے مل کر ایک لمبا سفر اختیار کیا۔ علیحدگی کے وقت بابا صاحب نے کہا۔ اے شیخ صاحب! آپ کے اندر خدا مقیم ہے۔ تب فرید صاحب بوقت رخصت بابا صاحب کے گلے میں بازو ڈال کر ملے (صفحہ ۲۶۵) اور بابا نانک صاحب نے اس ملاقات کی خوشی میں مندرجہ ذیل شبد فرمایا:-

آؤ بہنیں گل ملیہ انک سہیڑیاں
مل کے کرہ کہانیاں سمرتھ کنت کیاں
(آدگورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱)

ترجمہ:- آؤ بہنو! ہم دونوں گلے ملیں۔ کیونکہ تو میرے پیارے خاوند کی سہیلی ہے ہم دونوں مل کر قدرت والے خاوند یعنی خدا کی باتیں کریں خدا تعالےٰ میں تو سب خوبیاں ہیں اور ہم میں کوئی خوبی نہیں۔

یہ شبد بابا نانک صاحب کے دلی جذبات کا آئینہ ہے ایک طرف مردانہ کو بھائی کہہ کر اپنی دلی محبت کا اظہار فرمایا اور دوسری جگہ مسلمان بزرگ جناب فرید ثانی کو بہن اور خدا کی سہیلی یعنی خدا کا دوست کہہ کر اپنے ساتھ روحانی رشتہ قائم کر دیا۔ کون نہیں جانتا کہ دنیا میں بھائی اور بہن سے بڑھ کر اور کوئی رشتہ نہیں

(باقی)

شذرات

ہندوستان کے مسلمان

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ بھارت کے محبوب لیڈر پنڈت نہرو جی سات سال سے فرقہ پرستی کو دور کرنے کے لئے ہر تقریر میں بھارت واسیوں کو توجہ دلاتے رہے ہیں۔ اگر پریس اور عوام ان کے ساتھ تعاون کرتے تو فرقہ پرستی کے غائب ہوتے پتہ بھی نہ لگتا۔ لیکن افسوس کہ تعاون نہیں کیا جاتا اور فضاء کو خراب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دکن اور یو پی کے متعدد مقامات پر پے در پے فسادات رونما ہوئے اور مسلمان پیسے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر پرتاپ جالندھر بابت ۹ ستمبر کے لیڈنگ آرٹیکل کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ پنڈت جی سات سال سے فرقہ پرستی دور کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ساری طاقت اسپر صرف کر دی ہے۔ جب بھی آپ فرقہ واریت کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ اپنی ناواقفیت کا مظاہرہ کر ڈالتے ہیں۔ یہ پنڈت جی کا ایک سٹنٹ ہے۔ پھر پرتاپ نے مسلمانوں کو غدار قرار دیا ہے اسی طرح یہی اخبار ۲۳ جون کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ:

"میں یہ مانتا ہوں کہ کوئی ہندو اپنی ضمیر کا خون کئے بنا پاکستان میں نہیں رہ سکتا اور کسی خود دار مسلمان کو ہندوستان میں نہیں رہنا چاہیئے"

"(مسلمان کے) تمدن میں شامل ہے کہ اسکی تعلیم فارسی الخط کے ذریعہ ہی ہو گی وہ ملک کی اکثریت کے تمدن کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔ مسلمان ہندوستان میں بطیب خاطر نہیں رہ سکتا"

اس کا صاف مطلب ہے کہ ایک طبقہ کی شدید کوشش ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں۔ کہ کوئی خود دار مسلمان بھارت میں نہ رہ سکے۔ اور اردو کو اسلئے مٹانے کی سعی کی جاتی ہے تا مسلمانوں کا تمدن ملیامیٹ ہو جائے ہم بھارت کے محبوب نیتا پنڈت جی کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ ان فرقہ پرستی کے جراثیم کے استیصال کے لئے اور بھی زیادہ کوشش فرمایئے۔ جو لوگ آپ کی بے عزتی پر بھی اُتر سکتے ہیں۔ اُس کی تہ میں لقیناً یہ راز ہے کہ وہ آپ کو ملک اور غیر ممالک میں بدنام کر کے آپ کی حکومت کا تختہ اُلٹنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ ملک کے بہی خواہ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حقیقی دشمن ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو سمجھ دے اور اقوام ہند کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنے کی بجائے اس کے شیرازہ کو مجتمع کرنے کا موجب بنیں کہ اس میں بھارت کا بھلا ہے۔

طلاق اور ہندو

ہندو دھرم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ابتداءِ آفرینش سے ہے۔ اسے تسلیم کرنے پر یقیناً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ لاکھوں سال قبل جو مسائل پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ان کا حل بھی ان کی کتب میں نہ ہوگا۔ اسی لئے اس کے ماننے والے مجبور ہیں کہ رسم و رواج وغیرہ میں تبدیلیاں کرتے رہیں۔ اور اپنے مذہب کے احکام کی پرواہ نہ کریں۔ سماج کی ضروریات کے متعلق بھی اصولی رہنمائی ان کو حاصل نہیں۔ مسئلہ طلاق کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر صاحب پرتاپ جالندھر اس کمی کو وہ یہ کہکر چھپانا چاہتے ہیں کہ

"ہندو دھرم کی عظمت ہے کہ وہ اسقدر فراخدل ہے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے خیالات رکھنے کی اجازت دیتا ہے" (۹/۹/۵۶)

یعنی خواہ ایک خدا کو مانو خواہ بتیس کروڑ بتوں کو خواہ ویدوں کو مقدس مانو یا نہ مانو۔ یہ اچھی فراخدلی ہے اور کیا کسی مذہب میں ایسی فراخدلی ہو تو وہ بہترین ہو گا؟

تمام سماجی مسائل میں دنیا مجبور ہو کر اسلامی احکام کو قبول کر رہی ہے۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ جب کسی جوڑے کا انتخاب اچھا نہ نکلے اور ان کی علیحدگی ضروری ہو۔ تو

"سوال تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی حالت میں کیا کیا جاتا ہے۔ کیا انہیں عمر بھر کے لئے سزا ملتی ہے مان لیا جائے کہ انہوں نے غلطی کی۔ جلد بازی سے کام لیا... لیکن کیا.... وہ تمام عمر نرک میں پڑے رہیں۔ کیا ایک بار غلطی کرنے والے کے لئے سدھار کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ سوال ہے جس کا جواب نہیں دیا جاتا۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ ہندو سماج میں وواہ وہ آدرش نہیں۔ جو دوسرے مذاہب میں لیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسمیں سچائی ہو۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ آج سماج کی کیا حالت ہے۔ کیا آج ہندو سماج صرف اصولوں اور روایات پر چل رہا ہے جس پر کہ منو کے زمانہ میں چل رہا تھا۔ حالات بدل چکے ہیں دنیا بدل رہی ہے"

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"سچ تو یہ ہے کہ طلاق کے مخالف اس وقت کا ذکر رہے ہیں جبکہ حالت بالکل بد...

اخبار عالم احمدیت

انگلستان۔ ہالینڈ۔ اور جرمن کے مشن

پیغام صلح میں احمدی مبلغین کا ذکر

مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے نے اپنے سفرِ یورپ کے حالات میں معاصر "پیغام صلح" میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کا ذیل کے الفاظ میں ذکر کیا ہے:۔

"قادیانی جماعت کی طرف سے کوئی درجن بھر مبلغ انگلستان روانہ ہوئے۔ اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد یورپ کے مختلف ممالک میں پھیل گئے اس وقت ان کے مبلغ ہالینڈ۔ جرمنی۔ سپین اور سوئٹزرلینڈ میں کام کر رہے ہیں۔ یہ سب پڑھے لکھے اور مخلص نوجوان ہیں۔ اور سات آٹھ سال سے ان ممالک میں رہنے سے مغربی زبانوں سے بھی کما حقہ واقف ہو چکے ہیں۔ اور ان میں تحریر و تقریر کی کافی مہارت پیدا کر چکے ہیں۔... ان کی گذشتہ دس سال کی سعی کا ثمرہ ظاہر ہو رہا ہے ڈچ جرمن اور انگریزی میں ان کے پاس اچھا خاصہ لٹریچر موجود ہے"

"حال ہی میں ہیگ مشن کی طرف سے قرآن مجید کا ڈچ ترجمہ مع متن شائع ہوا ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس اور دیدہ زیب ہے۔ بعض مسائل کی تشریح مطالب سے اختلاف ہو سکتی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک ٹھوس کام ہے جو ان کی طرف سے ظہور میں آیا ہے۔ اس کی اشاعت بڑے وسیع پیمانے پر کی جا رہی ہے اور لائبریریوں اور اعلیٰ ڈچ عہدیداروں کو اسکے نسخہ جات پیش کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا ڈچ ترجمہ مدت ہوئی نایاب ہو چکا ہے۔ اس وقت مارکیٹ میں قادیانی جماعت کا ہی ترجمہ ہے جس سے ڈچ عوام قرآن سے روشناس ہو سکتے ہیں۔ اس ترجمہ کے علاوہ ان کے پاس کچھ اور لٹریچر بھی ہے"۔

ہیگ (ہالینڈ) کے مبلغوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"مولوی غلام احمد صاحب بشیر پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ انڈونیشیا کے مولوی ابوبکر ایوب بھی کام کر رہے ہیں۔ جو انڈونیشی۔ عربی اور ڈچ زبان میں اچھی دسترس رکھتے ہیں ترجمہ و تصنیف کے کام کے علاوہ انہوں نے ڈچ نومسلمین کی تربیت بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ انہیں ناظرہ قرآن اور عربی پڑھاتے ہیں۔ اور نماز وغیرہ کے احکام بھی سکھاتے ہیں"

"ہیگ میں قادیانی جماعت کی کوششوں سے دس بارہ افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اپنے فلیٹ میں انہوں نے نماز جمعہ کا انتظام کر رکھا ہے لگا ہے ہیگ۔ ایمسٹرڈم۔ روٹرڈم۔ میں وہ پبلک میٹنگوں کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ جینیوا میں ایک دو بار انہیں دوسری سوسائیٹیاں بھی اپنے ہاں لیکچر کے لئے دعوت دیتی ہیں۔ اور یہ لوگ اپنی ہمت اور سمجھ کے مطابق اسلام کا پیغام ڈچ لوگوں کو دیتے جاتے ہیں۔ اور گرمیاں ۵۴ء سے جہاں ان کے مشن کا دفتر ہے چند منٹ کے فاصلہ پر انہوں نے مسجد کے لئے زمین لے رکھی ہے جس کی تعمیر عنقریب شروع ہو جائے گی۔ اور یہ ہالینڈ میں پہلی مسجد ہوگی" (۲۱/۸/۵۶)

"یورپ کے مشنوں میں قادیانی جماعت کا ایک مشن ہمبرگ میں بھی ہے۔ جس کے انچارج چوہدری عبد اللطیف صاحب ہیں۔ ابتداء میں کوئی سو دستر افراد انکی جماعت میں شامل ہوئے تھے..... اب معلوم ہوا ہے کہ چوہدری صاحب کی کوشش سے مزید جرمن مسلمان ہوئے جن کا تعلق ان کی جماعت سے قدرے مضبوط ہے۔ افسوس باوجود خواہش اور کوشش کے میں چوہدری صاحب سے ملاقات نہیں کر سکا۔ قادیانی جماعت کی طرف سے جرمن ترجمۃ القرآن حال ہی میں شائع ہوا ہے شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سوئٹزرلینڈ نے اس کی اشاعت اور نظر ثانی کے لئے بڑی دوڑ دھوپ کی ہے۔ ڈچ ترجمہ کی طرح یہ بھی نہایت خوبصورت چھپا ہے۔ اس کی فروخت اور مناسب تقسیم بڑا اہم کام ہے۔ جس میں چوہدری صاحب آجکل مصروف ہیں۔ میں یہاں اس بات کے اظہار سے پھر نہیں رک سکتا کہ ہمارا جرمن ترجمہ نایاب ہو چکا ہے..... اور اسے دوبارہ چھپوانے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی" (۲۵/۸/۵۶)

جنم اشٹمی کی تقریب

ڈھاکہ کے ریڈیو سے جنم اشٹمی کے موقعہ پر مکرم جناب محمد عمر مولوی فاضل نے ایک پیغام میں اس دن کی اہمیت بتاتے ہوئے گیتا کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ اس ضمن میں آپ نے گیتا سے اللہ تعالیٰ کی توحید۔ اتحاد اور حب الوطنی کی اہم تعلیم کو پیش کیا۔ جناب صاحب احمدی مبلغ ہیں پہلے آپ ہندو تھے۔

× مخلف تھی۔ اچھی تھی یا بڑی یہ میں نہیں جانتا ..... آج ہر عورت پڑھی لکھی ہے وہ اپنا حق مانگ رہی ہے وہ نہیں چاہتی کہ اس سے حیوانوں جیسا سلوک کیا جائے اس کا کیا جواب ہے۔ ہندو دھرم کی روایات اور رسوم کو قائم رکھنے کے خواہشمند اس بات کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ انکے نقطۂ نگاہ سے عورت مرد سے گھٹیا ہے..... اس سوال کو جذبات سے بالاتر ہو کر دیکھنا اور اس پر ... تک ہونے وقت کے مطابق اپنے اندر تبدیلی کر لی ہے تو ـــــ اس سے بڑھ کر اسلام کے احکام کی صداقت کا اور کیا اقرار ہوگا۔

محرم الحرام — اور — لمحۂ فکریہ

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ بمبئی)

یہ چودھویں صدی ہے جس کے ۷۴ سال الحمد للہ گذر چکے اور اب ہم ۳۰ راگست ۱۹۵۴ء مطابق یکم محرم ۱۳۷۴ھ سے اس صدی کے ۷۴ ویں سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو ہم سب کے لئے مبارک کرے اور برکات و ترقیات کا موجب بنائے۔ آمین۔

مگر یہ نیا ہجری سال ہم کو ایک اہم دینی امر کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔ بانیٔ اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ

"اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا"

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱) کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کرے گا۔ جو آکر دین اسلام کی اصلاح و تجدید کریگا چنانچہ اس حدیث کے مطابق اس امت میں ہر صدی کے شروع میں مجدد آتے رہے ہیں۔ اور خدماتِ دینیہ انجام دیتے رہے ہیں۔ مگر چودھویں صدی میں چونکہ احادیث کی بیان کردہ پیشگوئیوں اور علامات کی روشنی میں امام مہدی علیہ السلام نے ظاہر ہونا تھا۔ اس لئے چودھویں صدی کا مجدد اُن کو ہی قرار دیا گیا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب آف بھوپال اپنی کتاب "حجج الکرامہ" صفحہ ۱۳۹ پر فرماتے ہیں:۔

" در ہر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال
کامل آنرا باقی است۔ اگر ظہور مہدی
علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت
پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

کہ چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں۔ اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے۔ تو وہ اس صدی کے مجدد ہونگے"

نیز اپنی کتاب "اقتراب الساعۃ" صفحہ ۲۲۱ پر فرماتے ہیں:۔

" اس حساب سے ظہور مہدی علیہ السلام
کا تیرھویں صدی میں ہونا چاہیئے تھا
مگر یہ صدی پوری گذر گئی تو مہدی نہ
آئے۔ اور اب چودھویں صدی ہمارے
سر پر آتی ہے۔ اس صدی سے اس
کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے
ہیں۔ شائد اللہ تعالیٰ اپنا فضل و عدل
رحم و کرم فرمائے چار چھ سال کے
اندر مہدی ظاہر ہو جائیں "

محترم بھائیو! قرآن مجید اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے وہ دیگر انبیا کی طرح وفات پا چکے ہیں۔ اور وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ ہاں اس امت میں آنے والے مہدی کو ہی مثیل مسیح قرار دیا گیا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی" (ابن ماجہ) کہ آنے والا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہی مہدی ہوگا اور وہی مسیح۔ اور مہدی و مسیح چودھویں صدی کا مجدد بھی ہوگا۔ اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ اس چودھویں صدی میں سے ۷۳ سال گذر چکے ہیں اور اب ۷۴ واں سال شروع ہے۔ لیکن ہائے افسوس تمام مسلمانوں کے عقیدہ کی رو سے اب تک نہ تو اس صدی کا مجدد ظاہر ہوا اور نہ ہی کوئی مہدی اور مسیح آیا۔ حالانکہ وقت اور علامات اُن کے ظہور کی متقاضی تھیں۔ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی کتاب مہدیٔ آخر الزمان کے صفحہ پر فرمایا تھا۔ کہ وہ سنہ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۲۱ء کے عرصہ میں امام مہدی ظاہر ہو جائیں گے۔ مگر یہ عرصہ بھی گذر چکا اور ہنوز اُن کے اعتقاد کے مطابق وہ امام مہدی ظاہر نہیں ہوئے۔ پس اس صدی کا سر آنے والا سال ہم کو توجہ دلا رہا ہے۔ کہ غور و فکر کرو کہیں وہ مجدد اور مہدی صدی کے شروع میں ظاہر تو نہیں ہو چکا۔ ورنہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور بشارات غلط ثابت ہوئیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں!! آیئے میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس صدی کا مجدد۔ مہدی اور مسیح موعود عین وقت پر ظاہر ہو چکا ہے آپ کا اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہے۔ آپ نے چودھویں صدی کے شروع میں ہی اس صدی کے مجدد۔ مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی۔ کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"۔ (کتاب البریہ صفحہ ۱۶۸ حاشیہ)

۲۔ "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"۔ (اربعین صفحہ ۳ نمبر ۱)

۳۔ "اس سے پہلے صدہا اولیاء اللہ نے اپنے الہامات سے گواہی دی تھی۔ کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں۔ کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح موعود ہے پس کیا مجدد کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور وقت پر نہیں۔؟ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جائے؟ میں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ اگر فرض کیا جائے۔ کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۰)

۴۔ "۔۔۔ اس بات کو بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کے لئے بجز اس حقیر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنیکی خبر دی ہے اور ملہم ہونے اور مامور ہونیکا دعویٰ کیا ہے، تو اس کے جواب میں بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے۔ جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۱)

۵۔ "مجھے اس خدائے کریم کی قسم ہے جو جھوٹے کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے۔ کہ میں اُسکی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اُسی کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کریگا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالیگا۔ جبتک اپنے تمام کام کو پورا نہ کرے جس کا اُس نے ارادہ کیا ہے"۔ (اربعین نمبر ۳)

پس مبارک ہے وہ شخص جو اس زمانہ کے مجدد۔ مہدی اور مسیح موعود کو شناخت کر کے اُس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ اس نازک دور میں خدمت اسلام اور اشاعت دین کا فریضہ اس مامور من اللہ کی جماعت بجا لا رہی ہے۔ اگر آپ کے دل میں بھی اشاعت اسلام کی تڑپ اور خدمت دین کا جذبہ ہے تو آیئے اس مامور ربانی کی آواز پر لبیک کہہ کر اسکی جماعت میں شامل ہو جایئے کہ آج اسی میں خدا کی رضا ہے ؎

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم لیل و نہار

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ایک جلسہ

بتاریخ ۲۲ر اگست ۱۹۵۴ء بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ پارک سرکس میں شعبہ تبلیغ کی طرف سے ایک جلسہ عام کا انعقاد کیا گیا جس میں علاوہ احمدی احباب کے بعض غیر احمدی دوست بھی شریک مجلس ہوئے۔ تلاوت قرآن پاک راقم نے کی۔ مکرم محمد عارف خاں صاحب ٹرافک پولیس نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ جناب میاں شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان فرماتے ہوئے وما محمد الا رسول الخ کی تشریح میں فرمایا کہ آج ہی صبح کے درس میں الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان فرمائی تھی جسے ہم سب نے سُنا ہے۔ اس آیت کا اس جلسہ سے بھی تعلق ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنا کام کر کے یا تو طبعی موت سے وفات پا جاتے ہیں یا قتل سے اُنکی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۵۴ء جماعت احمدیہ کیلئے کس قدر مہیب اور غم آلود دن تھا جبکہ حضرت قدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر کسی بد باطن نے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اُسکے تفصیلی حالات جاننے کیلئے ہر احمدی بیچین ہے۔ مکرم جناب شفیق احمد صاحب سہگل بی۔ ایس۔ سی جو حال ہی میں مغربی پاکستان سے تشریف لائے ہیں مفصل حالات بیان فرمائینگے۔ بعد ازاں مکرم میاں محمود احمد سلیم نے پیشگوئی مصلح موعود پر ایک تحریری مضمون پڑھ کر سُنایا بعد ازاں مکرم جناب شفیق احمد صاحب نے حضور پر قاتلانہ حملہ کے تفصیلی حالات بیان کئے۔ نیز اس تعلق میں بعض تصاویر بھی سامعین کو دکھلائیں۔ اور جماعت کو ہر قسم کی جانی مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی۔ بعد ازاں الحاج مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حاضرین سمیت دعا کرائی اور یہ جلسہ ۸½ بجے شب برخواست ہوا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور پر نور کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں ہر آن ہر قسم کی قربانی کے لئے کمربستہ رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ سیکرٹری امور عامہ ۵۴ پارک سٹریٹ کلکتہ۔

جماعت احمدیہ چک ہرچ کا ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ

۲۲ر اگست بروز اتوار جماعت کی جانب سے ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔ دستی پوسٹر مقامی طور پر جلد ہی چسپاں کئے گئے۔ دوسرے علاقوں سے احمدی و غیر احمدی احباب تشریف لائے جنکی تواضع چائے سے کی گئی۔ جلسہ زیر صدارت مکرم میر غلام محمد صاحب فلاحی صدر جماعت احمدیہ بازی پورہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم اور صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے وفات مسیح پر اور حکیم غلام نبی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ بعد ازاں خواجہ غلام محمد صاحب شاعر لوگامی نے وفات مسیح علیہ السلام پر بزبان کشمیری نظم سنائی۔ پھر خاکسار نے موجودہ زمانہ کی حالت اور نبی کی ضرورت پر

احمدیوں نے سیالکوٹ میں اپنا جلسہ منعقد کیا لیکن احرار نے پتھر پھینک کر اسے منتشر کرنے کی کوشش کی

افغانستان میں احمدیوں کی سنگساری

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

احرار نے اہل سنت والجماعت کے نام پر دریگاہ میں ۱۷ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بعد میں جو جلسہ منعقد کیا۔ اس میں مولوی غلام اللہ خاں نے مرزا غلام احمد کو دجال کے نام سے موسوم کیا۔ جسے انگریزوں نے اسلامی ملت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور کہا کہ قادیانی بالخصوص چوہدری محمد ظفر اللہ خاں پاکستان اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اور وہ کشمیر کے بارے میں قادیان کا سودا کر رہے ہیں۔ اس تقریر کو دفعہ ۱۵۳ - الف تعزیرات پاکستان اور پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت کارروائی کے قابل بتایا گیا۔ اور مسٹر انور علی ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے اس معاملے کو ہوم سیکرٹری کے پیش کرتے ہوئے ان سے دریافت کیا۔ کہ آیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو چوہدری ظفر اللہ خاں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اور عوام کے ایک خاص طبقہ کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ اپنے تبصرہ میں مسٹر انور علی نے اس سمجھوتہ کی طرف بھی اشارہ کیا جس کے متعلق احراری لیڈروں نے کہا تھا کہ انہوں نے یہ سمجھوتہ وزیر اعظم کے ساتھ کیا ہے۔ اور اس کا مقصد چوہدری ظفر اللہ کو جو سیاسی طور پر خطرہ بن چکے ہیں کابینہ سے نکال دینا ہے۔ یہ معاملہ مشیر قانون کے پاس آیا جس نے ایک اور معاملہ میں اپنی رائے کا حوالہ دیتے ہوئے حکم دیا۔ فی الحال احراری لیڈروں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔

اور حکومت انتظار کرے گی

تبلیغ کانفرنس

آئندہ اہم تبلیغ کانفرنس مجلس احرار کی طرف سے ۱۷ ار اور ۱۸ ر دسمبر ۱۹۴۹ء کو لائل پور میں منعقد ہوئی جس میں قریباً پانچ ہزار حاضرین کے اجتماع میں مولوی غلام غوث سرحدی قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ مولوی محمد علی جالندھری شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری نے تقریریں کیں۔ جو مسٹر انور علی کے نوٹ مورخہ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۴۹ء کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۵۳ - الف اور پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت قابل اعتراض تھیں۔ مشیر برائے قانون نے اس معاملہ پر ۳ جنوری ۱۹۵۰ء کو حسب ذیل رائے ظاہر کی:۔

" انہوں نے عوام پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے احمدیوں کو نشانہ بنا لیا ہے۔ وہ احمدیوں کے خلاف ایک عام مسلمان کے مذہبی جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن میری رائے میں فی الحال احرار کے خلاف کوئی کارروائی کرنا مناسب نہیں ہوگا کیونکہ مسلمان احمدیوں کے مسئلے میں بہت حساس ہیں اور احرار پر احمدیوں کے خلاف تقریروں کی بناء پر مقدمہ چلانے سے وہ عوام کی نظروں میں شہید بن جائیں گے۔ حالانکہ وہ اس کے مستحق نہیں ہیں اسلئے میں احرار کے خلاف فی الحال کسی کارروائی کا مشورہ نہیں دیتا۔"

معاملہ گورنر کو پیش کیا گیا

جب یہ معاملہ ۵ ر جنوری ۱۹۵۰ء کو گورنر سردار عبدالرب نشتر کو پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں پہلے بھی احرار لیڈر مولوی غلام غوث سرحدی کو جو چند روز قبل مجھ سے ملاقات کے لئے آئے تھے متنبہ کر چکا ہوں۔ کہ اگرچہ حکومت کسی کو اپنے مذہبی نظریات کا پراپیگنڈا کرنے سے نہیں روکتی۔ لیکن وہ ایسی تقریروں کو برداشت نہیں کرے گی۔ جو نقض امن پر منتج ہوں۔

احرار کی طرف سے جو تبلیغی کانفرنسیں منعقد کی جا رہی تھیں۔ اور جن میں احمدیوں کو برا بھلا کہا جا رہا تھا۔ ان کی بناء پر موخر الذکر کو بھی اپنے جلسے منعقد کرنے کا بہانہ مل گیا۔ ایسا ایک جلسہ ۱۵ ر جنوری ۱۹۵۰ء کو سیالکوٹ میں منعقد ہوا۔ یہ جلسہ اس تبلیغی کانفرنس کے جواب میں ہوا تھا۔ جو احرار نے بہرحال پتھر پھینک کر اس جلسے کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔ جس کی بناء پر پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ موقع پر پہنچ گئے۔ اور جب پولیس نے ہنگامہ پسندوں کو بھگا دیا۔ تو جلسہ پھر شروع ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بہت بڑا ہجوم تھوڑے فاصلہ پر جمع ہو گیا۔ اس نے وہاں ایک لاؤڈ سپیکر نصب کیا۔ اور ان چار ہنگامہ پسندوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ جنہیں پولیس نے گرفتار کر لیا تھا اس کے علاوہ انہوں نے ان احمدیوں کو بھی ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ جنہوں نے ایک غیر احمدی کو چھرا گھونپ دیا تھا۔ ملتان میں ۲۸ ر اور ۲۹ ر جنوری کو ایک تبلیغ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متعدد مقررین نے جن میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری قاضی احسان احمد شجاع آبادی، غلام نبی جانباز اور مولوی محمد علی جالندھری بھی شامل تھے تقریریں کیں اس میں بہت بڑے ہجوم نے شرکت کی۔ اور اس موقع پر جو تقریریں کی گئیں۔ اور ان میں مرزا غلام احمد کا ماسٹر تارا سنگھ سے موازنہ کیا گیا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں کو مسلمانوں کا غدار قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ احمدیہ فرقہ کے بانی اور اسکے موجودہ لیڈر کے متعلق بھی فحش باتیں کی گئیں۔ جنرل نذیر احمد کے متعلق بھی اظہار رائے کیا گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ڈپٹی کمشنر ملتان نے مسلمانوں سے مسجدیں چھین کر مرزائیوں کو دے دی ہیں۔ جب اس واقعہ کی رپورٹ ۱۱ ر فروری ۱۹۵۰ء کو مشیر برائے قانون کے سامنے پیش ہوئی تو انہوں نے اپنی سابقہ دلیل کو دہراتے ہوئے کہا کہ احراریوں کے خلاف وزیر خارجہ اور احمدیوں کو برا بھلا کہنے کی بناء پر کوئی کارروائی انہیں شہید بنا دے گی۔ اور انہیں عوام کی ہمدردیاں حاصل ہو جائیں گی۔ حالانکہ وہ عوام کی نظروں میں اس عزت کے مستحق نہیں ہیں۔ جب سردار عبدالرب نشتر نے ۱۲ ر فروری ۱۹۵۰ء کو یہ کیس دیکھا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ اس بات کو پسند کریں گے کہ صدر مجلس احرار کو طلب کر کے مملکت کی سول اور فوجی شخصیتوں کے خلاف مہم کے نتائج پر متنبہ کیا جائے۔ آپ نے مزید لکھا کہ مذہب کے نام پر مملکت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی اجازت کسی کو نہیں دی جائیگی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے مسئلے کے اس پہلو پر قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولوی غلام غوث سرحدی سے بات کی ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں جو کچھ کہا گیا اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ آپ نے ہدایت کی کہ احراریوں سے اب زیادہ واضح لفظوں میں بات کی جائے اور اگر مشیر برائے قانون اس میں کچھ مشکل محسوس کرتے ہیں۔ تو وہ خود ایسا کریں گے۔ چنانچہ مسٹر تاج الدین انصاری صدر مجلس احرار کو مشیر برائے قانون نے ۲۰ ر فروری ۱۹۵۰ء کو طلب کیا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ اور جنرل نذیر احمد جیسے اعلیٰ افسروں کے خلاف دشنام طرازیوں کے نتائج کے بارے میں متنبہ کیا۔

انہیں بتایا گیا کہ اگر انتباہ کا کوئی اثر نہ ہوا۔ تو حکومت احرار کے خلاف شدید کارروائی پر مجبور ہو جائے گی۔ اور اس وارننگ کے نتیجہ کے بارے میں کڑی نظر رکھی جائے گی۔

احمدیوں کی سنگ باری

سرکردہ علماء نے ہمارے سامنے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ اسلام میں ارتداد کی سزا موت ہے۔ اسلئے اگر احمدی کافر ہیں تو جو شخص احمدی بنتا ہے اپنے آپ کو سزائے موت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔ یہ نظریہ بظاہر افغانستان میں قانون کے ایک حصہ کے طور پر نافذ ہے۔ اور متعدد افراد اپنے غیر اسلامی عقائد کی بناء پر اس سزا کے مستوجب قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اس قانون کا تجربہ جس پہلے آدمی پر کیا وہ ایک شخص عبدالرحمٰن تھا جسے امیر عبدالرحمٰن خاں کے زمانے میں سزائے موت دی گئی۔ دوسرا شخص عبداللطیف تھا۔ جسے حبیب اللہ خاں کے عہد میں سنگسار کیا گیا۔ عبداللطیف ایک افغان باشندہ تھا۔ جو مرزا غلام احمد کے پاس کچھ عرصہ قادیان رہنے کے بعد احمدی بن چکا تھا۔ جب وہ ۱۹۰۲ء میں افغانستان واپس آیا علماء نے اسے احمدی بننے کی بناء پر مرتد قرار دیا۔ اور اسے سزائے موت دینے کا حکم دیا گیا۔ اسے زمین میں کمر تک زندہ گاڑ دیا گیا۔ یہی حشر ایک شخص نعمت اللہ خاں کا ہوا جو احمدی بننے کی بناء پر مرتد قرار دیا گیا۔ اور اسے اگست ۱۹۲۴ء کو شیر کوٹ میں بر سر عام سنگسار کیا گیا۔

نعمت اللہ خاں کی سزائے موت سے اسلام میں ارتداد کی سزا کے بارے میں ہندوستان میں اختلافی بحث چھڑ گئی۔ دیوبند کے ایک عالم مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس موضوع پر "الشہاب" کے نام سے ایک پمفلٹ لکھا۔ اس دستاویز کے پہلے حصے میں اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ احمدی مرتد ہیں۔ دوسرے حصے میں اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں ارتداد کی مناسب سزا موت ہے یہ پمفلٹ تقریباً ۲۰ سال تک نظر نہیں آیا۔ لیکن مارچ ۱۹۵۰ء سے کچھ عرصہ پہلے قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے اس کے مصنف کی جو اب شیخ الاسلام پاکستان بن چکے تھے۔ اجازت سے کر اسے دوبارہ چھپوایا اور شائع کیا۔

احرار کی تقریروں میں اس پمفلٹ کو فتوے کی حیثیت دے کر مسلسل اس کے حوالے دیئے جاتے رہے۔ کمپنی باغ راولپنڈی میں ۱۴ سے ۱۶ ر اپریل ۱۹۵۰ء تک ایک پبلک جلسہ میں تقریباً ہر مقرر نے عوام سے اپیل کی کہ وہ "الشہاب" کی کاپیاں خریدیں۔ اس کی اطلاع مسٹر انور علی ڈی۔ آئی۔ جی کو دی گئی جنہوں نے اپنے نوٹ مورخہ ۲۰ ر مارچ ۱۹۵۰ء میں چیف سیکرٹری کی توجہ اس امکان کی طرف دلائی کہ کوئی شخص فتوے سے مشتعل ہو کر کسی احمدی کو ہلاک کر دے گا۔

مجلس احرار برعظیم پاک و ہند کی تقسیم کے خلاف تھی۔ احرار لیڈروں کو کانگرس کا اعتماد حاصل تھا۔ کانگرسی رکنوں کے ساتھ ان کی گاڑھی چھنتی تھی

انور علی کی رائے

مسٹر انور علی نے بہر حال یہ رائے ظاہر کی۔ کہ واضح وجوہ کی بناء پر یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ اس کی اشاعت کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اور محض یہ تجویز پیش کر کے مطمئن ہو گئے۔ کہ مسٹر تاج الدین انصاری اور دوسرے احراری لیڈروں کو جو بے لگام ہو رہے ہیں طلب کیا جائے۔ اور وارننگ دی جائے چیف سیکرٹری مسٹر فدا حسین نے ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ کہ پمفلٹ پر پابندی لگانے سے احرار کو شہرت حاصل ہو جائے گی۔ اور سخت انتباہ کافی ہوگا۔ مشیر برائے قانون نے اس نظریہ کو قبول کر لیا۔ اور جب فائل گورنر سردار عبدالرب نشتر کے پاس ۳۰ جون ۵۰ کو آئی۔ تو انہوں نے حسب ذیل ریمارکس لکھے۔

سابقہ تنبیہ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ان لوگوں کو سخت وارننگ دی جائے۔ کہ ایک فرقہ یا ایک فرد کے خلاف بالخصوص جب متعلقہ افسر ممتاز سرکاری ملازم ہیں۔ اور مملکت کے اہم فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اشتعال انگیز تقریریں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ اگر احرار اس سے احتراز نہیں کرتے تو حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگی چنانچہ گورنر نے خود مسٹر تاج الدین انصاری کو زبردست وارننگ دی۔ بہر حال پبلک جلسوں میں اس پمفلٹ کے حوالے دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ وزیر داخلہ نے اسے دیکھا۔ اس دستاویز میں پیش کردہ نظریہ کا احساس کر کے سخت حیران ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے حکومت پنجاب کی طرف سے اسے فی الفور ضبط کرنے کا حکم دیا۔

دریں اثناء ان تقریروں کی رپورٹ موصول ہوئی۔ جو حافظ آباد کی احرار کانفرنس میں کی گئی تھیں۔ اس کانفرنس میں محمد علی جالندھری نے چوہدری ظفر اللہ خاں کو باؤلا کتا کہا تھا۔ خلف حبیب اللہ جنہوں نے اپنے تبصرے کے ساتھ ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی کو ۱۹ جون ۱۹۵۰ء کو رپورٹ پیش کی تھی۔ کہا تھا۔ کہ اگر احرار کی تقریروں کے لب و لہجہ پر کنٹرول نہ کیا گیا تو حکومت کو بہت جلد قتل یا ہنگامہ کی چند وارداتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مسٹر انور علی ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی نے یہ معاملہ مشیر برائے قانون کو بھیجا جنہوں نے اسے گورنر سردار عبدالرب نشتر کے پاس بھیجدیا۔ گورنر نے کہا۔ کہ اس معاملے پر ڈی۔آئی۔جی۔سی۔آئی۔ڈی نے پوری صورت حالات کا جائزہ لیا اور حسب ذیل نوٹ لکھا۔

حال ہی میں مجلس احرار نے احمدیہ فرقہ کے بانی اور موجودہ خلیفہ کے خلاف فحش اور ناشائستہ باتیں کہنے کے علاوہ دانستہ اور نادانستہ طور پر تشدد کا پرچار شروع کر دیا ہے۔ یہ امر یاد رہے کہ گذشتہ سال کیمبلپور کے جلسے کا ایک احمدی افسر کوئٹہ میں وحشیانہ طور پر قتل کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے احمدیوں کے خلاف بعض مقامی سنیوں کے طرز عمل پر اعتراض کیا تھا۔ مجلس احرار برعظیم پاک و ہند کی تقسیم کے خلاف تھی۔ احراری لیڈروں کو کانگرس کا اعتماد حاصل تھا اور کانگرس کے رکنوں کے ساتھ ان کی گاڑھی چھنتی تھی تقسیم کے بعد ان کا وقار کم ہو گیا۔ کچھ عرصہ انہیں عوام کے غیظ و غضب کا خوف رہا۔ اور وقتاً فوقتاً وہ یہ ثابت کرنے کے لئے بیانات دیا کرتے تھے۔ کہ وہ پاکستان کے وفادار ہیں جس وقت وہ کلیتہً اپنا بچاؤ کر رہے تھے اور پناہ گزینوں کے کیمپوں اور دوسرے موقعوں پر امدادی کام کرتے تھے۔ ان کے ممبر بکھر گئے تھے۔ اور کچھ عرصہ کے لئے پارٹی ٹوٹ گئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری لاہور سے منتقل ہو کر ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں میں پناہ گزین ہو گئے۔ شیخ حسام الدین نے اعلان کیا۔ کہ ان کی سیاسی زندگی ختم ہو چکی ہے علاوہ انہوں نے بین المملکتی تجارت کے لئے ایک جائنٹ سٹاک کمپنی کھول لی کچھ عرصہ شیخ حسام الدین پاکستان پبلک سکیورٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت نظر بند رہے۔ کیونکہ پاکستان سے اُن کی وفاداری گو نہ قابل اعتراض تھی۔ ان کے ایک ساتھی مخدوم شاہ بنوری بھی کچھ عرصہ کے لئے نظر بند کئے گئے۔

(۲) جب اس صوبہ کی مسلم لیگ میں اختلافات پیدا ہوئے۔ اور اس کے اخوان اقتدار کھنڈت دکھائی گئی تو احرار نے اس موقعہ کو سیاسی میدان میں داخل ہونے کے لئے مناسب خیال کیا۔ چنانچہ انہوں نے تبلیغی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ احراری مقررین کی تقریروں میں زور اس بات پر ہوتا تھا کہ وہ پاکستان کے وفادار ہیں۔ یہ کہ وہ مسلم لیگ کو ملک کی واحد سیاسی پارٹی تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ جہاد کشمیر بالکل حق بجانب ہے۔ اور یہ کہ ملک کے دفاع کو مستحکم بنانے کے لئے عامہ کو تیار کرنا چاہیئے۔

احمدیوں کے خلاف تقریریں

لیکن ساتھ انہوں نے احمدیوں کے خلاف بھی تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ مجلس کے پاس بہت زور دار مقرر ہیں۔ اور جلد ہی سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے گوشۂ تنہائی ترک کیا۔ اور اپنے زور بیان کی بدولت ایک بار پھر رائے عامہ کو اپنی پارٹی کی طرف متوجہ کر لیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا تقریروں کا لب و لہجہ پست ہونا شروع ہو گیا۔ پروگرام کی دوسری مدات کو فراموش کر دیا گیا۔ اور احرار نے اپنی توجہ احمدیوں پر مرکوز کر دی۔ اور نہایت شرمناک انداز میں انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جونہی اعتماد بحال ہوا۔ سر ظفر اللہ خاں پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ اور انہیں غدار کہا گیا احرار اب اپنا بچاؤ نہیں کر رہے۔ لیکن اب ان کا رویہ جارحانہ ہو چکا ہے۔ معاملہ اب حد سے بڑھ چکا ہے۔ اور لفاست اور سیاسی اخلاق کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے اور حسب ذیل باتیں جو بڑی اہمیت رکھتی ہیں رونما ہو چکی ہیں۔

مرزا غلام احمد کی تحریروں سے غلط سلط حوالے دیئے گئے۔ اور ان کے فحش اور ناشائستہ نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

(۳) احمدیوں کو غدار کہا جاتا ہے۔ اور ان پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ پاکستان کے وفادار نہیں ہیں۔

(۴) ظفر اللہ کو برا بھلا کہا جاتا ہے انہیں اکثر اوقات گدھا اور بے وقوف کہا جاتا ہے اور ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ قادیان میں احمدیوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے کشمیر کا سودا کر لیں گے۔

(۵) یہ دیکھ کر عوام کے ذہنوں میں خطرہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ پاکستان پر احمدیوں کی حکومت ہے، جو غدار ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت احمدی فوجی اور سول افسروں کی فہرستیں اکثر شائع کی جاتی ہیں۔

(۶) سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اکثر اوقات یہ کہا کہ مرزا غلام احمد ان کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کرتے تو وہ اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کرتے

(۷) اوکاڑہ کے ایک حالیہ جلسے میں جذبات کو اس حد تک بھڑکایا گیا کہ حاضرین میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے مرزا بشیر الدین کو قتل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

(۸) ملتان کے ایک جلسے میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کیا تھا۔ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دریافت کیا کہ اسے جا کر ظفر اللہ خاں کو ہلاک کر دینا چاہیئے۔

(۹) "الشہاب" نامی کتابچہ مصنفہ شبیر احمد عثمانی جس میں کہا گیا ہے کہ مرزائی مرتد ہیں۔ اور ہر مسلم انہیں قتل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ دوبارہ چھاپا گیا ہے۔ اور تقسیم کیا جا رہا ہے۔ مولانا نے یہ کتابچہ اس وقت لکھا تھا کہ جب افغانستان میں دو احمدیوں کی سنگساری پر بحث شروع ہوئی تھی۔

(۱۰) اس کے برخلاف احرار نے پاکستان کے اقتصادی، سوشل اور سیاسی مسائل میں کوئی تعمیری حصہ نہیں لیا۔ ان کا عملی طور پر اس خواہش کے سوا اور کوئی پروگرام نہیں تھا کہ وہ آئندہ انتخابات کے لئے مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۱۱) عوام کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ یاد رہے دو سال قبل احرار کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن وہ بہت لوگوں کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور عوامی جلسوں میں تقریریں کرنے لگے۔ ان میں سے بہت کم لوگ تھے جنہوں نے احرار کے استحقاق کو چیلنج کیا یا یہ پوچھا کہ احمدیوں کے خلاف یہ غوغا آرائی کیوں۔ احرار نے اپنا مقصد بڑی حد تک پہلے سے حاصل کر لیا۔ اور اپنا اقتدار بطور سیاسی پارٹی قائم کر دیا لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلم لیگ کی طرف ہوں۔ ان کا ایک حصہ ہندوستان میں بھی ہے۔ اگر وہ مخلص ہیں تو انہیں اپنی جماعت توڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

(۵) احرار لیڈروں نے یہ احساس نہیں کیا کہ وہ آگ سے کھیل رہے ہیں۔ بعض لغزشوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جذبات کو اس قدر برانگیختہ کر دیا گیا ہو کہ قتل۔ لوٹ مار اور آتش ریزی تک نوبت پہنچ جائے۔ تو اس کو ضرور روکا جانا چاہیئے کہ یہ مناسب نہ تھا کہ احرار لیڈروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ لیکن مزید بحث سے بچنے کے لئے ان کی سرگرمیوں کے خلاف پبلک سیفٹی ایکٹ اور امن عامہ کے ماتحت کارروائی کی گئی۔ حسب ذیل امور پر غور کیا گیا۔

(الف) جب تشدد کا ارتکاب ہو تو پنجاب پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے ماتحت کارروائی کی جائے یا جرم کو روکا جائے۔

(ب) چوہدری ظفر اللہ خاں کے خلاف احرار لیڈروں کی چرب زبانی کو برداشت نہ کیا جائے جو شخص عوام میں کابینہ کے کسی وزیر کی ہتک کرے اس کے خلاف سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت کارروائی کی جائے۔

(ج) ناشائستہ اور فحش تقریریں کی جو عوامی شائستگی پر پڑتی ہے۔ برداشت نہیں کیا جانا چاہیئے اکثر اوقات احراری لیڈروں نے کہا ہے۔ کہ

جاتا گاندھی اور ان کے خلیفہ ایک ساتھ سوتے تھے۔ ایسے گھناؤنے مزاج کو ایک اسلامی مملکت میں برداشت نہیں کیا جانا چاہیئے۔

(د) سب سے آخر میں مجلس احرار کو کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۶ کے تحت ایک خلاف قانون انجمن قرار دینے کے سوال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

(۲) واضح رہے کہ آنریبل وزیر داخلہ نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ "الشہاب" نامی کتاب جس میں احمدیوں کے خلاف تشدد کی ترغیب دی گئی ہے کو ضبط کر لینا چاہیئے۔ یہ بھی واضح رہے کہ انہوں نے بالکل صحیح طور پر یہ کہا تھا کہ اگر ابھی سے مجلس احرار پارٹی اور اس کے کارکنوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی۔ تو اس کی شرانگیزی بہت بڑھ جائے گی۔ اور بعد میں کوئی کارروائی سیاسی مشکلات پیدا کرنے کے علاوہ انہیں "شہید" بنا دے گی۔ میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ ذہین اور فہمیدہ لوگ یہ نہیں چاہتے کہ احراری لیڈروں کی ان تقریروں کو برداشت کیا جائے۔

(۲) میں اپنے فرض میں کوتاہی کروں گا۔ اگر حکومت کو یہ نہ بتاؤں کہ احراری لیڈروں کا پیدا کردہ ماحول خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اور احمدیوں کے خلاف تشدد کے انفرادی واقعات ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔ یہ نوٹ ڈی۔ آئی۔ جی (سی۔ آئی۔ ڈی) نے چیف سیکرٹری کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے اس امر سے اتفاق کیا۔ کہ الشہاب کو ضبط کر لیا جائے۔ اور جو لوگ تشدد پر ابھارتے ہیں۔ ان کے خلاف پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت کارروائی کی جائے۔

جہاں تک چوہدری ظفر اللہ خاں کے خلاف دشنام طرازیوں کی بنا پر مقدمہ چلانے کی تجویز کا تعلق ہے۔ انہوں نے یہ تجویز کیا۔ کہ یہ صرف اس وقت ہونا چاہیئے جب کہ خود وزیر موصوف اس طریق کار سے اتفاق کریں جہاں تک احراریوں کو ایک خلاف قانون جماعت قرار دینے کی تجویز کا تعلق ہے۔ انہوں نے یہ ریمارک دیا۔ کہ اس معاملہ میں ابھی تک کچھ عرصہ انتظار کیا جا سکتا ہے۔ یہ فائل مشیر برائے قانون کے پاس بھیج دی گئی۔ جنہوں نے ۱۱ جون ۱۹۵۰ء کو ایک نوٹ لکھا جس میں "الشہاب" کو ضبط کرنے کی تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ اور یہ کہا تھا۔ کہ انہوں نے ماسٹر تاج الدین انصاری صدر مجلس احرار کو سخت وارننگ دی تھی۔ اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور تجویز کیا۔ کہ احراری لیڈروں کو طلب کیا جائے۔ اور انہیں ایک بار سخت وارننگ دی جائے۔

بہرحال انہوں نے یہ لکھا کہ احراری اپنی تقریروں میں لوگوں کو تشدد پر نہیں اکسا رہے۔ بلکہ محض احمدیہ عقائد پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جیسے عام مسلمان پسند کرتے ہیں۔ اگر احمدیوں اور ان کے عقائد پر نکتہ چینی کی بنا پر ان کے خلاف کوئی کارروائی احراریوں کی ہر دلعزیزی میں اضافہ کا موجب ہوگی۔ اور انہیں شہید بنا دے گی۔ اس لئے انہوں نے احرار سے ان کی سرگرمیوں کی بنا پر عہد و پیما ہونے میں حزم و احتیاط کا مشورہ دیا۔ یہ نوٹ گورنر عبدالرب نشتر کے سامنے رکھا گیا۔ جنہوں نے اسے پسند کیا۔ گورنر نے یہ لکھا کہ اس سے قبل وہ مولوی غلام غوث سرحدی آف ہزارہ اور ابعازاں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو دوران گفتگو میں تنبیہ کر چکے ہیں۔ کہ انہوں نے حد سے تجاوز کیا۔ اور ایسی تقریریں جاری رکھیں جن میں لوگوں کو تشدد پر ابھارا گیا۔ تو حکومت کو ان کے خلاف کارروائی کرنی پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ ان تنبیہوں اور تنبیہہ کا جو مشیر برائے قانون ماسٹر تاج الدین انصاری کو دی تھی۔ کوئی اثر نہیں ہوا۔ انہوں نے چیف سیکرٹری سے کہا۔ کہ وہ اس بارے ماسٹر تاج الدین انصاری سے بات چیت کریں۔

گورنر سے ملاقات

بعد ازاں گورنر نے ماسٹر تاج الدین انصاری سے خود گفتگو کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ ماسٹر تاج الدین انصاری کو طلب کیا گیا۔ اور انہیں تنبیہہ کرنے کے بعد گورنر نے حسب ذیل نوٹ لکھا۔

ماسٹر تاج الدین انصاری صدر مجلس احرار سے رات ہی رابطہ ہو سکا۔ اور وہ مجھے آج صبح ۸ بجے ملنے آئے۔ میں نے انہیں کہہ دیا۔ کہ اگرچہ حکومت انفرادی مذہبی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن ایسے واقعات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکے گا۔ جس کا نتیجہ امن عامہ کے منافی ہو۔ میں نے انہیں یہ بھی مطلع کر دیا۔ کہ کچھ عرصہ گذرا گئے۔ کہ مولوی غلام غوث صوبہ سرحد کے احرار لیڈر مجھے ملنے کے لئے آئے تھے۔ اور میں نے ان سے بھی احرار کی سرگرمیوں کے اس پہلو کے متعلق کہہ دیا تھا۔ بعد ازاں قاضی احسان احمد مجھ سے ملے۔ میں نے صورت حال ان پر واضح کر دی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے باوجود احرار کی تقریروں کا لب و لہجہ اشتعال انگیز رہا۔ جو انتباہ ماسٹر تاج الدین کی معرفت احرار کو کیا گیا تھا۔ وہ بے اثر رہا۔ احرار کی تقریریں احمدیوں کے عقائد پر جائز نکتہ چینی کی حد تک نہیں رہیں۔ بعض مقررین نے ایسی باتیں کہیں۔ جو اشتعال پر منتج تھیں۔ حکومت اس صورت حال سے اغماض نہیں کر سکتی تھی۔ اگر احرار اس رویہ کو ترک نہیں کریں گے۔ تو حکومت صوبہ کے امن و امان کے مفاد کے ماتحت مناسب کارروائی کرے گی۔ میں نے انہیں یہ بھی بتایا۔ کہ احرار نے ختم نبوت کے مذہبی نام پر جو کانفرنس منعقد کی ہے۔ وہ سیاسی مقصد کے ماتحت ہے۔ اس سے احرار کا مقصد ان مسلمانوں میں ہر دلعزیزی حاصل کرنا ہے۔ جو کہ احرار کی تقسیم سے پہلے کی سرگرمیوں کی وجہ سے احرار کے خلاف تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ لوگ اتنے بے حس نہیں ہیں۔ کہ وہ احرار کے کھیل کو نہ سمجھیں۔ وہ روز بروز وزیر امور خارجہ پاکستان اور سول اور فوج کے دیگر احمدی افسروں کے خلاف دشنام طرازی کرتے گئے۔ اگرچہ پروپیگنڈے کو مذہبی رنگ دیا گیا تھا۔

لیکن اصل مقصد یہ تھا۔ کہ لوگوں کے دلوں میں حکومت پاکستان کے خلاف جذبۂ نفرت پیدا کیا جائے۔ جس نے ان اصحاب کو اسی قدر ذمہ داری کے عہدے دے رکھے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے احرار کے حامی اخبارات نے ایسے افسروں کی ایک طویل فہرست شائع کی تھی۔ جنہیں وہ احمدی قرار دیتے تھے۔ اس رویہ کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مسلمان پاکستانی فوج سے بدظن ہو جائیں۔ یہ نتیجہ اس وقت بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ جب احراریوں کے متعلق حکومت افغانستان کا طرز عمل بیان کرتے ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ افغانستان میں ان عقائد کے لوگوں کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف حکومت پاکستان کا طرز عمل وہ ہے۔ اس مقابلہ کا مقصد حکومت پاکستان کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ نفرت پیدا کرنا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اب اگر احرار اپنی سرگرمیوں سے باز نہ آئے تو مسلم لیگ میدان میں آ جائے گی۔ اور وہ احرار کی سابقہ سرگرمیوں کو بے نقاب کرے گی۔ جس سے وہ میرے خیال میں ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ احرار لوگوں کو یہ کہہ کر احمدیوں کے خلاف مشتعل کرتے ہیں۔ کہ اگر احمدی ایک خاص روش اختیار نہ کرتے۔ تو تقسیم میں ضلع گورداسپور کا وہ حصہ جو اب ہندوستان میں ہے۔ پاکستان میں آ جاتا۔ حالانکہ احرار کی تقسیم کی مخالفت اور کانگرس کی حمایت کر کے سارا پاکستان ہی ہندوؤں کے حوالے کرنے پر تلے ہوئے تھے۔

(۲) ماسٹر تاج الدین نے جواب دیا۔ کہ مجھے یہ سرگرمیاں معلوم کر کے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں احرار لیڈروں پر زور دوں گا کہ وہ ایسی کوئی بات نہ کہیں جس سے حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہو۔ یا امن عامہ کے منافی ہو۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا۔ کہ میں آپ کے خیالات پارٹی تک پہنچا دوں گا۔ اور حکومت کو آئندہ اس قسم کی شکایت نہیں ہوگی۔

مزید قتل

الشہاب کی وسیع اشاعت اور احرار نفرت پھیلانے کی جو مہم چلا رہی تھی۔ اس کا یہ قدرتی اور واضح نتیجہ ہوا کہ ایک ۱۹ سالہ نوجوان محمد شریف نے اوکاڑہ میں ایک احمدی سکول ماسٹر کو جس کا نام غلام محمد تھا۔ کو قتل کر دیا۔ اس کے قتل کی کہانی یوں ہے۔

یکم اکتوبر ۱۹۵۰ء کو مولوی نور الدین جو احمدی ہیں سات دیگر احمدیوں کے ساتھ چک نمبرہ میں تبلیغ کے لئے گئے۔ مبلغین کو غیر احمدیوں نے گھیرے میں لے لیا۔ اور ان پر کیچڑ پھینکنا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں پر سیاہی مل دی اور انہیں گندے پانی میں سے دیہہ سے اسٹیشن اوکاڑہ کی طرف نکالا گیا۔ معاملے کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔ اور ایک شخص مولوی فضل الٰہی کو زیر دفعہ ۱۴۷ اور ۲۹۴ تعزیرات پاکستان گرفتار کر لیا گیا۔ اس گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر اوکاڑہ میں ہڑتال ہو گئی۔ اور ۳ اکتوبر کی رات کو ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں کئی ہزار اشخاص شریک ہوئے۔ جلسے میں کئی مقررین نے اشتعال انگیز تقریریں کیں ایک مقرر نے جلسے کے نوجوان حاضرین سے اپیل کی۔ کہ وہ مرزائیوں کی گندگی دور کر دیں۔ اگلے روز محمد اشرف نے جو اس جلسے میں شریک تھا۔ چاقو لے کر غلام محمد کا تعاقب کیا جس نے اسے اوکاڑہ کے راستے میں نہر کے قریب جا لیا۔ اور اس کے چاقو گھونپ دیا۔ غلام محمد شدید طور پر مجروح ہوا۔ اور ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو گیا۔ محمد اشرف کو ایک مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا گیا۔ جہاں اس نے یہ جواب دیا۔ کہ ۳ اکتوبر کو اوکاڑہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں رضوانی بشیر احمد، مولوی ضیاء الدین۔ قاضی عبدالرحمٰن چوہدری محبوب عالم اور صدر جلسہ نے جو شاید قاضی صاحب تھے پُر جوش تقریریں کیں۔ اور کہا کہ مرزائی رسول اکرم ؐ کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہم حضور کی عزت پر جانیں دے دیں گے۔ تقریر کے دوران میں کہا گیا کہ جو لوگ مرزائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے وہ ہاتھ کو لے کریں۔

خریداران بدر کے لئے

اخبار کے بند اخبار کے نہ آنے پر یا چندہ کے بارے میں صرف مینیجر سے خط و کتابت کیا کریں ایڈیٹر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے تعمیل میں تاخیر ہوتی ہے

(مینیجر بدر)

سیلاب زدہ علاقوں کی جماعتوں کی خیریت مطلوب ہے

آجکل بہار۔ مغربی بنگال۔ آسام اور یو پی کے بعض اضلاع میں تشویشناک سیلاب آیا ہوا ہے جس کی تباہ کاریوں کی خبریں اخبارات میں پڑھ کر بہت فکر دامنگیر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آفت عظیم سے ملک اور افراد کو نجات عطا فرمائے۔ اور انہیں بڑھنے اور ترقی کرنے کے مواقع میسر آئیں۔ چونکہ ان علاقوں میں احمدی جماعتیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس لئے بذریعہ اخبار عہدیداران جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جماعتوں کی خیریت اور پیش آمدہ واقعات سے جلد از جلد نظارت کو آگاہ کریں۔ تاکہ خیریت معلوم کرکے اطمینان ہو۔ اور اگر کوئی جماعت سیلاب سے متاثر ہوئی ہو۔ تو قریب کی جماعتوں کو پورے طور پر انکی امداد کرنی چاہیئے۔ اور ان کے متعلق مرکز کو بھی آگاہ کرنا چاہیئے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ضروری اعلان

برائے جملہ مبلغین کرام متعین جماعتہائے ہندوستان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ فرمایا ہے کہ آئندہ مبلغین کرام تبلیغی امور کی سرانجام دہی کے علاوہ اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں کی تعلیمی و تربیتی نگرانی کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔ صدر انجمن کے اس فیصلہ کے مطابق جملہ مبلغین کرام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی جماعتوں میں مقامی سیکرٹریان تعلیم و تربیت کے ساتھ نیز نظارت تعلیم و تربیت قادیان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹ فارم باقاعدہ پر کرکے نظارت مذکور کو بھجوایا کریں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

جملہ عہدیداران مال جماعت ہائے احمدیہ توجہ فرماویں

صدر انجمن احمدیہ کے منظور فرمودہ قاعدہ نمبر ۸۱۲ و نمبر ۸۱۸ الف جملہ عہدیداران مال جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع و تعمیل کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۸۱۸ "کسی مقامی انجمن یا مقامی عہدیدار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوگا کہ ان چندوں اور دیگر محاصل میں سے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے یا ناظر بیت المال کی ہدایت کے ماتحت مرکزی نظام کے لئے مقرر کئے جائیں۔ بغیر منظوری صدر انجمن احمدیہ یا نظارت بیت المال کسی دوسرے مصرف میں لائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسی تمام رقوم بعد وصولی بلا توقف مرکز میں بھجوائی جائیں۔ مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کا فرض ہوگا۔ کہ اس بات کی نگرانی رکھیں کہ تمام جمع شدہ چندہ قواعد کے مطابق امین یا محاسب صاحب کے پاس جمع کیا جاتا ہے اور بلا توقف باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھیج دیا جاتا ہے۔

قاعدہ نمبر ۸۱۸ الف" اگر کوئی مقامی محصل یا سیکرٹری مال قاعدہ نمبر ۸۱۲ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے محاصل صدر انجمن احمدیہ کو اپنے مصرف میں لے آئے تو نہ صرف محصل یا سیکرٹری مال اس رقم کی واپسی کا ذمہ وار ہوگا۔ بلکہ اس جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ اور آڈیٹر بھی اسی طرح کے ذمہ دار ہوں گے جنہوں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت برتی ہو۔ اور اس طرح مبینہ غبن کے ارتکاب میں معاون بنے ہوں ۔"

(ناظر بیت المال قادیان)

بجٹ کو پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

احباب فوری توجہ فرماویں!

موجودہ مالی سال کے ابتدائی چار ماہ گذر چکے ہیں مگر کئی جماعتیں ایسی ہیں جنکے ذمہ سالانہ بجٹ چندہ جات کے مقابل پر بہت کم چندہ موصول ہوا ہے اور بعض جماعتوں کی طرف سے بالکل چندہ موصول نہیں ہوا۔ جملہ جماعتوں کو ان کے بجٹ۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے ادائیگی بقایا جات کیلئے تاکیدی چٹھی بھجوائی جا رہی ہے۔ بذریعہ اعلان ھذا جملہ احباب جماعت کو بالعموم اور عہدیداران کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے کہ وصولی بقایاجات کی طرف فوری توجہ فرما کر سابقہ کوتاہی کا ازالہ فرمائیں۔ اور کوشش کریں کہ موجودہ مالی سال کے آخر تک سو فیصدی بجٹ چندہ جات ادا ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت صفحہ ۹ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لوگے۔ تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائینگے۔"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر فرد کو اپنے اپنے بجٹ کی مقررہ رقم کو بہر حال پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے تنبیہہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہیئے۔ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں۔ نہ سلسلہ پر احسان ہے۔ نہ خدا پر احسان ہے جو..... خدا کے دین کی خدمت کیلئے کچھ دیتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنیکی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اور جسقدر کمی رہتی ہے۔ وہ اسکے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا خدا تعالیٰ فرمائیگا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کرکے آؤ۔"

سلسلہ کی موجودہ غیر معمولی مشکلات اور ضروریات اس امر کی متقضی ہیں۔ کہ جماعت کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دے۔ فقط

(ناظر بیت المال قادیان)

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ اگست ۱۹۵۶ء کی فہرست

نمبر	نام	رقم
۱	مکرم ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور	۴۰/-/-
۲	" پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ	۱/-/۱
۳	لجنہ اماء اللہ حیدر آباد	۲۹/۳/-
۴	" "	۲/-/-
۵	محترمہ اہلیہ صاحبہ قمر علی صاحب سونگھڑہ	۱/۰/۱
۶	" ساجدہ بیگم صاحبہ	۲/-
۷	مکرم یوسف علی صاحب مراد نگر	۱۶/-
۸	" تراب خاں صاحب موسیٰ بنی مائینز	۲/-/-
۹	" بی ایم بشیر احمد صاحب بنگلور	۴/-/-
۱۰	مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ	۲۵/-
۱۱	والدہ منیر احمد صاحب "	۱/-/۱
۱۲	مکرم پی احمد صاحب بینگاڈی	۷/۸/-
۱۳	" کے سی عبداللہ صاحب "	-/۸/-
۱۴	ایم ابراہیم صاحب کٹی "	۱/-/-
۱۵	کے ایم علی صاحب "	۲/-/-
۱۶	والدہ صاحبہ تسنیم احمد صاحب آرہ	۱۵/-
۱۷	مکرم ڈاکٹر محمد لطیف صاحب جے پور	۲/-/۱
۱۸	ایم ابراہیم صاحب بینگاڈی	۴/۸/-
	میزان	۱۸۱-۱۱-۰

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تحریک درویش فنڈ میں حصہ لینے والے ان مخلصین کے اخلاص اور اموال میں برکت دے۔ نیز انہیں زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

وفات

حاجی ڈاکٹر عبدالغنی صاحب ولد ڈاکٹر عطا محمد صاحب مورخہ ۷ اگست کو رات کے ساڑھے ۱۰ بجے چند دن معمولی بیمار رہنے کے بعد کراچی میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اولڈ بوائے تھے۔ نہایت خوش خلق اور اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ آپ پیچھے ۳ لڑکے اور ۲ لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں احباب مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کو

محافظ اکسیر اٹھرا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو اس کو اٹھرا کہتے ہیں جن کے گھر میں یہ مرض ہو وہ فوراً حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب اعظم رضی اللہ عنہ کا نسخہ محافظ اکسیر اٹھرا استعمال کریں۔ فی تولہ ۳/ روپے مکمل کورس ۲۰/ روپے۔

سرمہ موتی یہ سرمہ قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض یعنی دھند۔ غبار۔ جالا پھولا۔ ککرے اور خارش چشم۔ پانی بہنا۔ نیس دار رطوبت کا نکلنا وغیرہ کل امراض کا واحد علاج ہے۔ فی تولہ ۳۳/ روپے ۶ ماشہ ۱۲/ ۳ ماشہ پندرہ آنے۔

مفرح مرواریدی اعضاء رئیسہ کی کھوئی ہوئی قوتوں کو بحال کرنے یا بیکار پٹھوں اور نحیف جسموں میں بجلی پیدا کرنے اور نیم جانوں میں نئی روح پھونکنے کی وجہ سے بے نظیر ثابت ہوئی ہے قیمت فی شیشی ۸ خوراک ۱۲ روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:- دواخانہ رحیمیہ قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب

مختصر اور ضروری خبریں

۳ ستمبر میلان۔ افغانستان کے سابق شاہ امان اللہ نے پولیس کو اطلاع دی ہے کہ ایکسپریس گاڑی میں سفر کے دوران ان کا چرمی سوٹ کیس لے گیا جس میں قریباً ۵ ہزار سٹرلنگ تھے۔ امان اللہ خاں ۱۹۲۹ء میں تخت سے ہاتھ دھونے کے بعد سے اٹلی میں مقیم ہیں۔

منٹگمری۔ باشندگان منٹگمری کی طرف سے مشرقی بنگال ریلیف فنڈ میں ستر ہزار روپے کی ایک تھیلی سردار عبدالحمید خاں دستی وزیر زراعت پنجاب کو پیش کی گئی۔

۳۱ اگست لنڈن۔ برطانیہ میں سیلاب کی تباہ کاری کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ زیر کاشت رقبہ میں پانی کھڑا ہے۔ ایسٹ انگلیا کے علاقہ میں ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کے رقبہ سے صرف دس فی صدی تک کی فصل کو کاٹا گیا ہے

۴ ستمبر حیدر آباد۔ کانگرس کے جنرل سیکرٹری مسٹر جونت رائے جینت نے کہا ہے کہ ملک میں حیدر آباد ابھی تک خطرہ کا ایک مقام ہے اور ہندوستان کی نیشنلزم کی بقا کا انحصار اسی پر ہے۔ آپ نے کہا کمیونزم اور فرقہ پرستی دو جڑواں لعنتیں ہیں۔ جو ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کرنے اور ملک کو بدنام کرنے کے لئے باہم مل آئی ہیں۔

کراچی۔ سیٹو سے متعلق کانفرنس کا جو منیلا میں منعقد ہو رہی ہے بڑی مسرت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے ایشیا میں پاکستان کی ڈپلومیٹک اہمیت بڑھ جائے گی۔

یکم ستمبر لکھنؤ۔ یوپی کونسل میں سوالات کے وقفہ میں وزیر داخلہ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کمبھ میلہ کے حادثہ میں چار سو کے قریب انسان ہلاک ہوئے تھے میلہ کے انتظام کے لئے ۲۰۸ نان گزیٹڈ آفیسر مقرر تھے۔

۴ ستمبر نئی دہلی۔ وزیر اعظم کے متعلق امدادی فنڈ میں مزید ایک لاکھ گیارہ ہزار کی رقم موصول ہوئی ہیں۔ سیلاب زدہ علاقوں کی امداد کے لئے وزیر اعظم کی اپیل کے جواب تک چار لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

ڈبروگڑھ ۲ ستمبر۔ دریائے برہم پتر کا سیلاب ڈبروگڑھ کے وسطی حصہ میں داخل ہو گیا ہے۔ تین ہزار اشخاص بے گھر ہو گئے ہیں۔ پچیس لاکھ کی جائداد تباہ ہوئی۔

ڈبروگڑھ۔ چائے کی پیداوار کا اہم مرکز دریائے برہم پتر کے سیلاب کی زد میں آ چکا ہے۔ اس کا ۵۰۰ فٹ طویل پشتہ ٹوٹ گیا یہ بند ۲۷ لاکھ کی لاگت سے بنا تھا۔ ڈبروگڑھ کا بڑا حصہ زیر آب ہے۔

منیلا۔ کل جب پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خاں اور برطانوی وزیر مملکت کے طیارے ایک ساتھ منیلا کے ہوائی اڈہ پر پہنچے تو ان دونوں طیاروں کو دیر تک ہوائی اڈہ کے اوپر اڑنا پڑا۔ استقبال کرنے والے مدبروں میں یہ بحث جاری تھی کہ پہلے کس کا استقبال کیا جائے۔ آخر مسٹر ظفر اللہ خاں کے طیارہ کو پہلے اتارنے کا فیصلہ ہوا۔

۵ ستمبر دہلی۔ عوام کو سفر کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے ۱۴۰ مزید بسوں کے آرڈر دیئے گئے ہیں۔ دھوپ اور بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے اڈوں پر ایک سو سے زیادہ پناہ گاہیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ اور کئی مزید اصلاحات ہو رہی ہیں۔

کلکتہ۔ سیلاب سے تباہ شدہ علاقوں کا ہوائی جہاز پر معائنہ کرنے کے بعد پنڈت نہرو نے کہا کہ اس مرتبہ سیلاب کی تباہ کاریاں عدیم المثال ہیں آپ نے کہا سیلاب سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ زمین کے لئے مفید ہوتا ہے۔

پٹنہ۔ حکومت بہار کے تخمینہ کے مطابق ۳۰ لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین زیر آب ہوئی ایک لاکھ مکانات تباہ ہوئے ۲۲ کروڑ روپیہ سے زیادہ کا نقصان ہوا۔

منیلا۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری ظفر اللہ خاں سیٹو کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچے تو ۱۹ توپیں سر کی گئیں آپ نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ سیٹو کانفرنس کی کامیابی سے بین الاقوامی امن میں مدد ملے گی۔

پٹنہ۔ سیلاب کے پانی سے ضلع مظفر پور کا ایک قصبہ سیتو جزیرہ بن گیا ہے وہاں کشتیوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سامان خورد و نوش پہنچانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

آگرہ۔ غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق ڈاکو مان سنگھ اپنے بھائی بوڑے سنگھ اور ساتھی رام دت کے ہمراہ پولیس کے محاصرہ سے بچ کر نکل گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مان سنگھ کے باقی تمام ساتھی مارے یا گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

سورت کل بارہ گھنٹہ کے اندر ۱۱ انچ بارش ہوئی۔ ٹرینوں اور سڑکوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہے۔ اب تک سورت میں ۶۶ انچ بارش ہو چکی ہے۔

۲ ستمبر کلکتہ۔ دریائے برہم پتر کی طغیانی اگر یہ سلسلہ رہی تو ڈبروگڑھ چند گھنٹوں کے اندر مٹ جائے گا۔ اب تک ۶ ہزار خاندان بے گھر ہو چکے ہیں مسٹر نہرو نے ہیلی کوپٹر میں سوار ہو کر برہم پتر کے سیلاب کی تباہ کاریوں کو دیکھا۔

سورت۔ جنوبی گجرات میں ۳ ہزار مربع میل علاقہ میں طوفانی بارش سے سخت تباہی پھیل گئی ہے۔

ڈبروگڑھ۔ کمیونسٹ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر نے لوک سبھا میں نامہ نگاروں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ڈبروگڑھ کی حالت افسوس ناک ہے۔

۳۱ اگست رنگون۔ وزیر اعظم برما نے کہا کہ برما میں جب تک ایک مسلمان بھی باقی رہے گا۔ گائے بیل کی قربانی جاری رہے گی۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کا ایک مذہبی فریضہ ہے اور میں بدھ مت ہونے کے باوجود پسند نہیں کرتا کہ اس مذہبی فریضہ میں کوئی مداخلت کرے۔ آپ یوم پاکستان کے عظیم اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

۸ ستمبر نئی دہلی۔ ریاست جموں و کشمیر کے نظر بندوں نے چیف سیکرٹری کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم ایک سال سے مختلف جیلوں میں نظر بند ہیں مگر نہ تو ہم پر مقدمہ چلایا جاتا ہے اور نہ ہمیں نظر بندی کے وجوہات بتائے جاتے ہیں۔ شیخ عبداللہ اور مرزا افضل بیگ نے اس مراسلہ پر دستخط نہیں کئے

۷ ستمبر۔ نئی دہلی۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے سیلاب زدہ علاقوں کے دورہ کے بعد ایک بیان میں کہا کہ سیلابوں کے باعث بہت سے اشخاص بے گھر اور برباد ہو گئے ہیں انہیں امداد پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ضرورت ہے۔ آپ نے کہا کہ آئندہ برسات میں سیلابوں کی روک تھام کے لئے کارروائی ہو رہی ہے۔

لکھنؤ۔ اتر پردیش کے تیرہ اضلاع میں فصل ربیع کو آفات ارضی و سماوی سے نقصان پہنچا ہے۔ حکومت نے ان اضلاع میں مالگزاری کی وصولی کو روک دیا ہے۔ ان اضلاع میں ژالہ باری سے بھی فصلوں کو کافی نقصان پہنچا تھا۔

نئی دہلی۔ حکومت ہند آسام میں سیلاب سے بچاؤ کے لئے دریائے برہم پتر پر ایک سو میل لمبے بند تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے برہم پتر کے معاون دریاؤں پر بھی بند بنائے جائیں گے۔

۸ ستمبر کولمبو۔ وزیر اعظم لنکا نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جنوبی ہند سے لنکا پر پنڈتوں کے حملہ کا خطرہ ہے۔ اسی لئے ہم دولت مشترکہ میں شامل ہیں۔ اور یہاں ٹرنکومالی اور کٹنائیکے مقامات پر برطانوی جنگی اڈے ضرور ہیں۔

کلکتہ۔ مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر بی۔ سی رائے نے ذبیحہ گاؤ کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سیکولر سٹیٹ ہونے کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ حکومت ذبیحہ گاؤ کو روک دے۔

ڈبروگڑھ۔ دریائے برہم پتر کے سیلاب سے ڈبروگڑھ کے بہہ جانے کے خطرہ کے پیش نظر آج شہر میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا کنکریٹ کا پورا بند جو اب تک سیلاب کی زبردست لہروں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ منہدم ہو چکا ہے۔ اور اب پورا شہر دریا کے رحم و کرم پر ہے۔ انخلاء کا کام تیزی سے شروع کر دیا گیا ہے۔ مشینری کو نکالا جا رہا ہے۔ اور ایک ہنگامی کیمپ قائم کر دیا گیا ہے۔

تائی پے۔ کومنتانگ کی وزارت دفاع کے اعلان کیا ہے کہ منتانی بحری اور فضائی افواج نے جزیرہ ایموئے کے قریب چین کی فوجی بارکوں اور توپخانوں پر گولے اور بم برسائے ایک سو سے زیادہ فوجی کشتیاں تباہ ہو گئیں چینی اسلحہ خانوں اور گولہ بارود کے کارخانوں سے سر بفلک شعلے اٹھتے دیکھے گئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔